ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوت

ملتان

4

رجب 1439ھ —— اپریل 2018ء

عزم وہمت اور صبر واستقامت کے

88 سال

- سینیٹ الیکشن، متحدہ مجلس عمل کی بحالی اور آئندہ انتخابات
- خلیفہ راشد، امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، حیات طیبہ کے چند پہلو
- اگر قادیانیوں کو پاکستانی آئین میں کافر نہ قرار دیا جاتا تو؟
- مسلمانوں کے آپس کے فتنے اور سلف صالحین کا طرز عمل
- میرے جنونِ عشق کی روداد بھی تو سن!

سینیٹ الیکشن، متحدہ مجلس عمل کی بحالی اور آئندہ انتخابات

سید محمد کفیل بخاری

بالآخر سیاسی بلّا تھیلے سے باہر آ گیا، سینیٹ انتخابات مکمل ہو گئے اور صادق سنجرانی چیئر مین سینیٹ منتخب ہو گئے۔ سابق وزیر اعظم نواز شریف کا کہنا ہے کہ ''یہ صادق سنجرانی کون ہوتا ہے؟ پہلے کہا مجھے کیوں نکالا؟'' انھیں بتایا گیا کہ یہ چیئر مین سینیٹ ہوتا ہے اور انھیں اسی لیے نکالا گیا تھا کہ

''دن گنے جاتے تھے اسی دن کے لیے''

وزیر اعظم شاہد خاقان عباسی نے الزام عائد کیا ہے کہ ''سینیٹ الیکشن میں ووٹوں کی خرید وفروخت ہوئی ہے'' اس وجہ سے انھوں نے نو منتخب چیئر مین سینیٹ صادق سنجرانی کے ساتھ ملاقات سے انکار بھی کر دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ پارلیمانی خرید وفروخت کیا پہلی مرتبہ ہوئی ہے؟ ماضی میں مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی نے اس کلچر کو ''بریف کیس'' اور ''چمک'' کے نام سے خود متعاف کرایا تھا۔ یہ جمہوریت کا ''حسن'' ہے جو ''چھانگا مانگا'' جھیل اور ''اسلام آباد'' کے جنگلوں میں گم نہیں ہوا بلکہ اپنی پوری عریانی کے ساتھ پارلیمنٹ میں جلوہ افروز ہے۔ پی ٹی آئی نے کوئلوں کی دلّالی میں منہ کالا کیا اور پی پی پی کے مایہ ناز بروکر نے مقتدر قوتوں کے مطلوبہ ہدف کو کامیابی کے ساتھ حاصل کیا۔ نیا عالمی نظام یہی ہے کہ اب حکومت ''بادشاہ نہیں'' ''بادشاہ گر'' ہی کریں گے۔

گزشتہ دنوں کراچی میں متحدہ مجلس عمل کی بحالی کا اعلان کر دیا گیا۔ جمعیت علماءِ اسلام کے قائد مولانا فضل الرحمٰن مرکزی صدر، جماعتِ اسلامی کے رہنما لیاقت بلوچ سیکرٹری جنرل اور جمعیت علماء پاکستان کے رہنما اویس نورانی سیکرٹری اطلاعات مقرر ہوئے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے مشترکہ پریس کانفرنس میں کہا کہ:

> **''متحدہ مجلس عمل ۲۰۱۸ء کے عام انتخابات میں سیکولر قوتوں کے مقابلے میں ایک مؤثر اور توانا آواز بن کر ابھرے گی۔ ہم اپنے نئے سیاسی سفر کا آغاز کر رہے ہیں۔ ملک میں قیامِ امن، معاشی بدحالی کا خاتمہ، سود کی لعنت سے نجات اور بلا امتیاز تمام پاکستانیوں کے مسائل کا حل ہماری ترجیحات اور ایجنڈہ ہے''۔**

۲۰۰۲ء میں متحدہ مجلس عمل کی تشکیل ہوئی تھی، تب قاضی حسین احمد مرحوم صدر اور مولانا فضل الرحمٰن سیکرٹری جنرل تھے۔ مجلس عمل نے انتخابات میں بڑی کامیابی حاصل کی اور خیبر پختونخوا میں اپنی حکومت بھی قائم کی۔ عوام کو مجلس عمل سے بڑی توقعات تھی لیکن...... اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ عالمی قوتوں اور اُن کے مہرے پرویز مشرف کی اپنی ترجیحات اور ایجنڈہ تھا، خصوصاً افغانستان اور طالبان کے مسئلے میں وہ اپنے مفادات اور ایجنڈے کی تکمیل چاہتے تھے۔ امریکہ اور اس کے

اتحادی کس حد تک کامیاب ہوئے یا ناکام، موجودہ صورتِ حال سے الم نشرح ہے۔ مجلس عمل اختلافات کا شکار ہو کر تحلیل ہو گئی اور عوام کے اعتماد و توقعات کو گہرا دھچکا لگا۔

اس وقت جمعیت علماءِ اسلام مرکزی حکومت میں مسلم لیگ ''ن'' کی حلیف اور جماعت اسلامی خیبر پختونخوا میں پی ٹی آئی کی حلیف ہے۔ شنید ہے کہ عام انتخابات سے قبل دونوں جماعتیں اپنے اپنے حلیفوں کو الوداع کہہ کر متحدہ مجلس عمل کے پلیٹ فارم سے انتخاب لڑیں گی۔

بادشاہ گروں کی ڈاکٹرائن اور مستقبل کا سیاسی منظر کیا ہے؟ اس پر مختلف آراء، تجزیوں اور پیشگوئیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ تاہم سینیٹ الیکشن کے طے شدہ مطلوبہ نتائج کے حصول کے بعد یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ آئندہ حکومت بھاری مینڈیٹ والی نہیں ہوگی۔ مخلوط، کمزور اور فرماں بردار حکومت کے قیام کے امکانات زیادہ روشن ہیں۔ متحدہ مسلم لیگ، ملّی مسلم لیگ اور دیگر جڑی بوٹیوں کی افزائش سے ملک وقوم کے مفاد میں ''بہترین مطلوبہ نتائج'' حاصل کرنے کی کوششیں شروع ہو چکی ہیں۔

متحدہ مجلس عمل کا دائرۂ عمل زیادہ تر کے پی کے اور بلوچستان میں ہی نظر آئے گا۔ یہاں بھی ففٹی ففٹی کے چانسز ہیں۔ شاید سندھ میں جمعیت علماءِ اسلام ایک سیٹ حاصل کر لے، لیکن پنجاب کی صورتِ حال مایوس کن ہے۔ پی پی پی اور پی ٹی آئی کے رابطوں میں تیزی اور مسلم لیگ ن کی مخالف مذہبی و سیاسی قوتوں کی یکجائی کسی نئے منظر کی چغلی کھا رہی ہے۔ مسلم لیگ ن کو حلفِ ختمِ نبوّت، دینی مدارس کے گرد گھیرا تنگ کرنے، مذہبی جماعتوں کے کارکنوں پر مظالم، جعلی پولیس مقابلوں میں اُن کے ماورائے عدالت قتل اور مذہب دشمن پالیسیوں کے باعث خاصی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جامعہ نعیمیہ میں قائد ن لیگ نواز شریف کو جوتا لگنے کے بعد اس رجحان کو تقویت ملتی ہے کہ اب انھیں مذہبی ووٹ نہیں ملے گا۔

مولانا فضل الرحمٰن کے بقول متحدہ مجلس عمل، سیکولر قوتوں کے خلاف بھرپور مزاحمت کا کردار ادا کرے گی جبکہ اُن کے حلیف نواز شریف لبرل پاکستان کا نعرہ لگا کر اب انقلابی ہونے کے دعوے بھی کر رہے ہیں۔ اِن دنوں مولانا کا لب ولہجہ تلخ بھی ہے اور سخت بھی، مولانا کی اپنی سیاسی ڈاکٹرائن ہے، وہی جانتے ہیں کہ اس صورتِ حال سے وہ کیا کامیابی حاصل کر سکیں گے۔ فی الحال تو بیل منڈھے چڑھتی نظر نہیں آ رہی۔

ہر کوئی اپنے کیے کی سزا بھگت رہا ہے اور مزید بھگتے گا۔ ہماری رائے میں انتخابات بروقت اور ضرور ہونے چاہئیں۔ صاف اور شفاف ہونے چاہئیں۔ سسٹم کو چلنے دینا چاہیے۔ احتساب ضرور ہو لیکن سب کا۔ احتساب کی وجہ سے انتخاب متاثر نہیں ہونا چاہیے۔ انتخاب تو پانچ سال بعد ہوتا ہے لیکن احتساب کا عمل مستقل چلنا چاہیے۔ اداروں کا تصادم اور مداخلت بہر حال سسٹم کو تباہی کی طرف لے جائے گا۔ اس سے احتراز ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کو قائم رکھے اور اچھے حکمران نصیب فرمائے۔

☆......☆......☆

امیرِشریعت کانفرنس کا کامیاب انعقاد!

عبداللطیف خالد چیمہ

مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام 9/ مارچ 2018ء بعد نماز مغرب ایوان اقبال لاہور میں تحریک آزادی اور تحریک ختم نبوت میں بطل حریت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مجاہدانہ کردار کے حوالے سے ''امیرِشریعت کانفرنس'' کا انعقاد توقع سے زیادہ کامیاب رہا، اللّٰھم لک الحمد ولک الشکر

گنجائش سے کہیں زیادہ شرکاء کی تشریف آوری اور تمام مسلم مکاتب فکر کے سرکردہ رہنماؤں کی تشریف آوری نے چار چاند لگا دیے۔ کانفرنس کی صدارت حضرت قائد احرار پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی نے فرمائی جبکہ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ العالی نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی، حضرت پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی مدظلہ العالی نے اختتامی دعا کرائی۔ (تفصیلی رپورٹ شامل اشاعت ہے۔)

اس کانفرنس کے ذریعے جو پیغام دینا مقصود تھا، اللہ کے فضل و کرم سے وہ کما حقہ لوگوں تک پہنچا ہے اور احرار ایک نئے ولولے سے آگے بڑھنے کا عزم لیے ہوئے ہے۔ ان سطور کے ذریعے ہم کانفرنس میں تشریف لانے والے تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں، علماء کرام، سیاسی قائدین، کارکنان احرار، محبان تحریک ختم نبوت اور تمام سامعین و شرکاء کے انتہائی شکر گزار ہیں کہ ان حضرات نے رونق بخشی اور رونقیں دوبالا ہوگئیں۔ احرار کے سینئر رہنماء جناب میاں محمد اویس اور کانفرنس کی رابطہ کمیٹی کے علاوہ بے شمار دیگر کارکنوں نے اپنی اپنی ذمہ داریوں کو جس خوبصورت انداز میں نبھایا اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر سے نوازیں اور قبولیت عطا فرمائیں، آمین یارب العالمین

چیف جسٹس آف پاکستان کی فائق رائے!

چیف جسٹس آف پاکستان نے ''ملک کو ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرح ٹھیکیداروں کو لوٹنے نہیں دیں گے'' کہہ کر صورت حال کی عین صحیح نشاندہی کر دی ہے تاہم نشاندہی کے بعد آگے کیا ہوتا ہے یہ دیکھنا پڑے گا۔ ہمارے خیال میں وزیر اعظم کا یہ کہنا کہ ''چیئرمین سینیٹ کی کوئی عزت نہیں'' قرین قیاس نہیں ہے، بلکہ خود سینیٹ کی توہین ہے البتہ وزیر اعظم کا یہ کہنا کہ ''سنجرانی کو ووٹ خرید کر چیئرمین بنایا گیا''۔ جناب شاہد خاقان عباسی کو کیا یہ پہلی دفعہ نظر آیا ہے کہ ووٹوں کی خرید وفروخت ہوئی ہے یہ تو مدتوں سے ہوتا چلا آرہا ہے اور موجودہ انتخابی نظام کی قباحت بھی یہی ہے، جس کی وجہ سے پورے ملک کا نظام درہم برہم اور تباہ ہو چکا ہے، حکمران اور سیاستدان قومی دولت اور سرکاری خزانے کو لوٹ لوٹ کر ابھی بھی نہیں تھکے۔ ہمارا یقین ہے کہ جب تک مخلوق پر اللہ کا نظام نافذ نہیں کیا جائے گا، تب تک ہمارے حالات میں کسی قسم کی کوئی

بہتری ممکن نہیں ہے۔ضروری ہے کہ مقتدر حلقے مسائل کی اصل جڑ کی طرف توجہ مبذول فرمائیں اور نظریہ اسلام اور نظریہ پاکستان پر پختہ یقین رکھنے والے طبقات کا راستہ روکنا بند کردیں۔وما علینا البلاغ

پنجاب اسمبلی میں جمع کرائی جانے والی قرارداد مذمت

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان کے صدر اور مسلم لیگ (ن) کے رکن صوبائی اسمبلی پنجاب مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے پنجاب اسمبلی میں جمع کرائی گئی ایک قرارداد مذمت میں خاتون رکن صوبائی اسمبلی پنجاب حنا پرویز بٹ کی طرف سے پنجاب یونیورسٹی لاہور کے شعبۂ قانون کو عاصمہ جہانگیر کے نام منسوب کرنے کی جو قرارداد اسمبلی میں پیش کی گئی ہے، اُسے منظور نہ کرنے بلکہ مسترد کردینے کی استدعا کی ہے۔مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے اپنی قرارداد میں کہا ہے کہ چونکہ عاصمہ جہانگیر نے اپنی زندگی اسلام اور آئین سے بیزاری میں گزاری اور آئین پاکستان کی رو سے غیر مسلم اقلیت قرار دی جانے والی جماعت ''قادیانی'' کے فرد جہانگیر سے شادی رچا کر اپنے خاندان کی عزت خاک میں ملا دی اور عمر بھر توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والوں کی پُشتی بانی کی، گھر سے بھاگ کر جانے والی لڑکیوں کے لیے عدالتی تحفظ کی راہ ہموار کی ہے، پاکستان کے ایٹمی دھماکے کرنے پر شدید نکتہ چینی کی ہے اور 1986ء میں اسلام آباد کے ایک سیمینار میں تقریر کرتے ہوئے عاصمہ جہانگیر نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے انتہائی نازیبا زبان استعمال کی اور اسی عاصمہ جہانگیر نے پاکستان میں پہلی مرتبہ توہین رسالت کا دروازہ کھولا جس پر خاتون رکن قومی اسمبلی آپا نثار فاطمہ مرحومہ نے پارلیمنٹ میں آواز اُٹھائی جس کے نتیجے میں 295 سی کا قانون بنا جس کے مطابق توہین رسالت کی سزا موت مقرر ہوئی۔ مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے اپنی قرارداد میں یہ بھی کہا ہے کہ عوام میں اس خاتون کے خلاف سخت نفرت کے جذبات پائے جاتے ہیں اور یہ خاتون قطعاً اس لائق نہیں ہے کہ اس مؤقر ادارہ کو اس کے نام موسوم کیا جائے۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ قانون کو قانون توہین رسالت ایکٹ کے لیے آئینی وقانونی جدوجہد کرنے والی معزز خاتون اور ممبر پارلیمنٹ محترمہ آپا نثار فاطمہ مرحومہ کے نام سے موسوم کیا جائے۔ہم پنجاب اسمبلی میں جمع کرائی گئی اس قرارداد کی مکمل تائید وحمایت کرتے ہوئے قرارداد کو اسلامیان پاکستان کے ایمان وعقیدے اور جذبات کے عین مطابق سمجھتے ہیں اسلام اور نظریہ پاکستان کی مخالفت کرنے والی عاصمہ جہانگیر کے نام پر کسی سرکاری ادارے کو منسوب کرنا بجائے خود اسلام اور نظریہ پاکستان کی نفی تصور کرتے ہیں۔ہم اُمید کرتے ہیں کہ حنا پرویز بٹ کی جانب سے پنجاب اسمبلی میں آنے والی اس قرارداد کو پورا ہاؤس متفقہ طور پر مسترد کرنے کا باضابطہ اعلان کرے گا، ہم سمجھتے ہیں کہ ''پل ڈاٹ'' اور اس جیسی دیگر این جی اوز غیر ملکی ایجنڈے اور غیر ملکی فنڈنگ کے ذریعے ہمارے جغرافیے اور نظریاتی تشخص پر اثر انداز ہونے کی کوشش کر رہی ہیں۔تمام محبّ وطن حلقوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس ایجنڈے اور قادیانی سازشوں کو سمجھ کر اس کے سامنے بند باندھیں ورنہ پانی سر سے گزر جائے گا۔

ابنِ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المؤمن بخاری دامت برکاتہم کی اہلیہ محترمہ کا سانحۂ ارتحال

ابن امیر شریعت، قائد احرار، حضرت مولانا سید عطاء المؤمن بخاری دامت برکاتہم کی اہلیہ محترمہ ۴/ رجب ۱۴۳۹ھ/۲۲/ مارچ ۲۰۱۸ء بروز جمعرات انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَ کُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِأَجَلٍ مُسَمًّی۔

مرحومہ، حضرت امیر شریعت کی بہو، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کی بھاوج اور راقم کی ممانی تھیں۔ طویل عرصے سے علیل تھیں۔ ذیابیطس اور خون کی کمی کا عارضہ لاحق تھا۔ گزشتہ چھے ماہ سے مرض میں شدت آ گئی۔ جمعرات کی دوپہر طبی معائنے کے لیے نشتر ہسپتال لے جایا گیا لیکن کچھ ہی دیر بعد اچانک پیغامِ اجل آ گیا اور وہ دار الفناء سے دار البقاء کے سفر پر روانہ ہو گئیں۔ مرحومہ کی اولاد میں ایک فرزند سید عطاء اللہ ثالث بخاری حفظہ اللہ اور ایک بیٹی ہیں۔ حضرت مولانا سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہ عرصہ آٹھ سال سے فالج کے عارضہ کی وجہ سے بستر علالت پر ہیں۔ بڑھاپے اور شدید علالت میں اہلیہ کی رحلت اُن کے لیے خاص طور پر اور خاندانِ امیر شریعت کے لیے ایک گہرا صدمہ ہے۔ جمعرات کو ہی بعد نمازِ عشاء دارِ بنی ہاشم میں اُن کے اکلوتے فرزند سید عطاء اللہ ثالث بخاری نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور جلال باقری قبرستان کے احاطۂ بنی ہاشم میں حرمِ امیر شریعت کے قدموں میں ہمیشہ کے لیے آسودۂ خاک ہو گئیں۔ نمازِ جنازہ میں علماء و مشائخ، دینی مدارس کے اساتذہ و طلباء، دینی و سیاسی و سماجی رہنماؤں و کارکنوں خصوصاً ابناء امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہ، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم، جامعہ خیر المدارس کے مہتمم مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہ، مولانا محمد ازہر (جامعہ کے دیگر اساتذہ)، مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل جناب عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد زبیر صدیقی، ابن ابوذر سید محمد معاویہ بخاری اور مجلس احرار اسلام کے کارکنوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحومہ کو جوارِ رحمت اور جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات عطاء فرمائے۔ خطاؤں کو معاف اور حسنات کو قبول فرمائے۔ حضرت مولانا سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہ، مرحومہ کے فرزند سید عطاء اللہ ثالث بخاری، بیٹی اور خاندانِ امیر شریعت کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔

احباب و قارئین سے درخواست ہے کہ مرحومہ کے لیے دعاءِ مغفرت اور ایصالِ ثواب کا خصوصی اہتمام فرمائیں۔ جن حضرات نے ذاتی طور پر خود تشریف لا کر اور فون کے ذریعے اظہارِ تعزیت و ہمدردی کا اظہار کیا۔ ہم اُن سب کے شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزاءِ خیر عطا فرمائے۔

(سید محمد کفیل بخاری)

شہدائے ختم نبوت کانفرنس میں شرکت

مولانا زاہدالراشدی

گزشتہ اتوار کو مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی دفتر لاہور میں شہدائے ختم نبوت کی یاد میں حضرت مولانا سید عطاء المہیمن شاہ بخاری کی زیر صدارت منعقد ہونے والی ایک تقریب میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی، اس موقع پر جو گزارشات پیش کیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ آج کی یہ نشست دو حوالوں سے ہے۔ شہدائے ختم نبوت کی یاد میں ہے اور ۹ر اپریل کو ایوان اقبالؒ لاہور میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی ’’امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کانفرنس‘‘ کی تیاری کے سلسلہ میں بھی ہے اور میں ان دونوں امور کے بارے میں چند مختصر گزارشات پیش کرنا چاہوں گا۔ شہدائے ختم نبوت کا تذکرہ ان کی جدوجہد کو تازہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے ساتھ نسبت ومحبت کے اظہار اور ان کے مشن کے ساتھ وابستگی کا احساس بیدار رکھنے کے لیے بھی ہے اور زندہ قومیں اپنے شہیدوں کو یاد رکھا کرتی ہیں۔ اس ضمن میں ایک تاریخی واقعہ کی طرف توجہ دلاؤں گا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ان میں بنو اسد کے ایک صاحب طلیحہ بن خویلد بھی تھے۔ ان صاحب کا دو دفعہ مسلم فوجوں سے مقابلہ ہوا۔ ایک بار حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں شکست کھائی اور دوسری بار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے شکست فاش دی، اس معرکے میں معروف صحابی حضرت عکاشہ بن محصن فزاری رضی اللہ عنہ اس مدعی نبوت کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔ طلیحہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں شکست کے بعد علاقہ چھوڑ گیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں توبہ اور واپسی کا خیال آیا اور وہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو سفارشی بنا کر امیر المؤمنین کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے پہچاننے کے بعد فرمایا کہ یہ تو مسلمان ہو جائے گا مگر میں عکاشہ رضی اللہ عنہ کو کیسے بھول سکوں گا جو اس کے ہاتھوں شہید ہوگیا تھا؟ اس پر طلیحہ نے کہا کہ حضرت! کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ عکاشہ رضی اللہ عنہ میرے ہاتھوں جنت چلا گیا ہے اور میں اس کے ہاتھوں جہنم جانے سے بچ گیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ذرا مسکرائے تو اس نے دوسری بات کی کہ امیر المؤمنین! کل قیامت کے دن میں اور عکاشہ رضی اللہ عنہ دونوں ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اکٹھے جنت میں جارہے ہوں گے تو یہ منظر آپ کو کیسا لگے گا؟ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے رجوع اور توبہ کو قبول کرلیا اور پھر بعد میں طلیحہ جہاد کے ایک معرکہ میں لڑتے ہوئے شہید ہوگیا۔

محدثین کرام نے طلیحہ کو صحابہ کرام اور شہداء میں شمار کیا ہے اور میں اس کے حوالہ سے دو باتیں عام طور پر کہا کرتا ہوں۔ ایک یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ اپنے شہداء کو یاد رکھنا چاہیے، جبکہ دوسری بات میں قادیانیوں سے کہا کرتا ہوں کہ انہیں مسیلمہ کذاب کے راستے پر چلنے کی بجائے طلیحہ رضی اللہ عنہ کا راستہ اختیار کر لینا چاہیے، اگر وہ اس راستہ پر آئیں گے تو ان کا بھر پور خیر مقدم کیا جائے گا اور ان کی دنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں گی۔

''امیر شریعتؒ کانفرنس'' کے حوالہ سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اپنے بزرگوں کو یاد رکھنا اور ان کی خدمات و تعلیمات کا تذکرہ کرتے رہنا ان کے ساتھ محبت وعقیدت کا اظہار بھی ہے اور ہماری دینی ضرورت بھی ہے کہ اس سے ایمان وحمیت کو تقویت ملتی ہے اور ان کی جدوجہد کو جاری رکھنے کا حوصلہ تازہ رہتا ہے۔ امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے بارے میں اس موقع پر سر دست یہ گزارش کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کی جدوجہد کو بنیادی طور پر چار دائروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

(۱) پہلا دائرہ یہ کہ انہوں نے اپنی جدوجہد کا آغاز ''تحریک خلافت'' سے کیا تھا جس کا مقصد اس وقت موجود خلافتِ اسلامیہ کا تحفظ اور اس کے خلاف استعماری سازشوں کا مقابلہ کرنا تھا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے ''حکومتِ الٰہیہ'' کے قیام کو اپنا مقصد قرار دیا۔ آج بھی یہ مسئلہ درپیش ہے کہ عالمی سطح پر مسلمانوں کی مرکزیت و وحدت کے لیے خلافت کا قیام ہماری ناگزیر ملی ضرورت ہے۔ جبکہ ملک کے اندر حکومتِ الٰہیہ، نفاذ اسلام، نفاذ شریعت، نظام مصطفیٰ ﷺ یا کسی بھی عنوان سے اسلامی قوانین و نظام کی عملداری ضروری ہے جو قیام پاکستان کا بنیادی مقصد ہے۔

(۲) دوسرا دائرہ فرنگی استعمار سے آزادی کا تھا کہ ہندوستان انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہو۔ یہ آزادی صرف انگریزوں کی حکومت سے نہیں تھی بلکہ انگریزی نظام سے نجات حاصل کرنا بھی امیر شریعت کی جدوجہد کا ہدف تھا۔ یہ جدوجہد آج بھی جاری ہے اور امیر شریعتؒ کی یاد ہم سے اس میں سرگرم کردار کا تقاضا کر رہی ہے۔ آج جس طرح ہم فرنگی نظام کے ساتھ ساتھ عالمی استعمار کی مسلسل سازشوں اور سامراجی یلغار کا سامنا کر رہے ہیں اس میں امیر شریعتؒ کے جذبۂ حریت اور عزیمت و حوصلہ کو راہنما بنا کر ہی ہم قومی استحکام اور ملی خود مختاری کی منزل حاصل کر سکتے ہیں۔ آج ہمارا سب سے بڑا مسئلہ قومی آزادی اور خود مختاری کی بحالی کا ہے اور اس کے لیے تحریک آزادی کے جذبہ کے ساتھ آگے بڑھنا دین وملت کا سب سے بڑا تقاضا ہے۔

(۳) حضرت شاہ جیؒ کی جدوجہد کا تیسرا دائرہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیت کا تعاقب تھا جس میں انہوں نے پوری زندگی صرف کر دی۔ قادیانیت اپنے عالمی آقاؤں اور مقامی پشت پناہوں کے تعاون سے ہمارے قومی اداروں اور

پالیسیوں میں جس طرح مسلسل نقب لگا رہی ہے اور اسے در پردہ سازشوں کے ذریعے ہم پر مسلط کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، اس کا مقابلہ امیر شریعتؒ جیسے حوصلہ و عزم اور ایثار و قربانی کے ذریعے ہی کیا جا سکتا ہے۔

(۴) جبکہ امیر شریعتؒ کی محنت و کاوش کا چوتھا دائرہ یہ تھا کہ انہوں نے امت کے تمام مکاتب فکر اور طبقات کو ساتھ لے کر اس تحریک کو منظم کیا اور پاکستان بننے کے بعد ۱۹۵۳ء میں تمام مذہبی مکاتب فکر کو جمع کر کے دینی جدوجہد کی ایسی شاہراہ متعین کر دی جو آج تک بدستور قائم ہے اور عالمی استعمار اس سے بے حد پریشان ہے کہ پاکستان کے مذہبی مکاتب فکر اپنے تمام تر اختلافات و تنازعات کے باوجود ختم نبوت اور ناموس رسالتؐ کے نام پر متحد ہو جاتے ہیں کیونکہ اس بین المسالک وحدت و ہم آہنگی نے استعماری ایجنڈے کی راہ میں ناقابل شکست دیوار کھڑی کر رکھی ہے۔ چنانچہ اب استعماری سازشوں کا رخ اس طرف دکھائی دے رہے ہے کہ پاکستان کے مختلف مذہبی مکاتب فکر کو دینی مقاصد و اہداف کے لیے الگ الگ مسلکی فورم منظم کرنے کی طرف لگا دیا جائے تاکہ اس متحدہ قوت کو سبوتاژ کیا جا سکے جو ختم نبوت اور ناموس رسالتؐ کے نام پر مجتمع ہو کر ہر قسم کی استعماری سازشوں کے سامنے سد سکندری بن جایا کرتی ہے۔ اس لیے آج امیر شریعت کی روح ہم سے تقاضا کر رہی ہے کہ کسی بھی مشترکہ دینی جدوجہد کے عنوان سے مسلکی دائروں کی الگ الگ ڈفلی نہ خود بجائی جائے اور نہ کسی کو بجانے دی جائے۔ ہماری اصل قوت وحدت و یکجہتی ہے اور اسے ہر حالت میں قائم رکھنا ہماری سب سے بڑی قومی ضرورت ہے۔ (۷/ مارچ ۲۰۱۸ء)

گانا سننا اور سُنانا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس امت میں بھی زمین میں دھنسنے، صورتیں مسخ ہونے اور پتھروں کی بارش کے واقعات ہوں گے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! ایسا کب ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب گانے والی عورتوں اور باجوں کا عام رواج ہو جائے گا اور کثرت سے شرابیں پی جائیں گی۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات کسی شخص کے گانے کی آواز سنی تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا: اس کی نماز مقبول نہیں، اس کی نماز مقبول نہیں، اس کی نماز مقبول نہیں۔ (نیل الاوطار)

تشریح: یعنی گانا سننا اور سنانا ایسا منحوس عمل ہے کہ اس میں مشغول ہونے والا شخص اگر نماز ادا کرے تو اگرچہ فرض اس کے ذمہ سے اتر جائے گا لیکن اس کی نماز مقبول نہیں ہوگی اور اس پر اجر و ثواب نہیں ملے گا۔

سری لنکا میں مسلم مخالف فسادات......مسلمانوں کو شدت پسندی کی طرف دھکیلنے کی کوشش؟

شکیل اختر۔ بی بی سی اردو ڈاٹ کام، نئی دہلی

سری لنکا کے کینڈی شہر اور امپارا ضلع میں مسلم مخالف فسادات کے بعد رواں ماہ کے اوائل میں حکومت نے پورے ملک میں ایمرجنسی نافذ کر دی ہے۔ اس جزیرہ نما ملک میں تمل علیحدگی پسند تحریک کے دوران سنہ 1971 سے 40 برس تک ایمرجنسی نافذ رہی جسے خانہ جنگی کے خاتمے کے بعد سنہ 2011 میں واپس لیا گیا۔ اُس وقت سے یہ پہلا موقع ہے جب دوبارہ ایمرجنسی نافذ کرنی پڑی ہے۔ فسادات کے دوران مسلمانوں کی درجنوں دکانوں، مکان اور املاک کو حملے کا نشانہ بنایا گیا۔ کئی مسجدیں بھی جلائی گئیں۔ فسادات پر قابو پانے کے لیے فوج اتارنی پڑی۔ حالات میں بہتری آنے کے بعد گذشتہ دنوں ایمرجنسی ہٹالی گئی ہے۔

لیکن یہ سوال انتہائی اہمیت اختیار کر گیا ہے کہ برسوں کی خونریزی اور خانہ جنگی کے بعد جب ملک میں امن قائم ہوا تو آخر حالیہ برسوں میں مسلمانوں کے خلاف منظّم تشدد اور فسادات کی فضا کیوں پیدا ہوئی۔

سری لنکا کے مسلمان تمل نسل کے ہیں اور وہاں کے تملوں کی طرح ان کی زبان بھی تمل ہے۔ ان کی بیشتر آبادی ملک کے شمال اور مشرق میں واقع ہے۔ تمل علیحدگی پسند تحریک کے دوران انھوں نے فطری طور پر اپنی سیاسی قسمت تمل تحریک سے وابستہ کی تھی۔ لیکن سنہ 1990 میں ملک کے شمال میں ایک علیحدہ تمل مملکت کے قیام کے لیے سرگرم تمل ہندوؤں کی مسلح تنظیم ایل ٹی ٹی ای نے انھیں اپنے علاقوں سے بے دخل کر دیا۔ راتوں رات ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کو جافنا، بٹائی کلوا اور ٹرنکو مالی جیسے شمالی علاقوں میں اپنا گھر بار، کاروبار اور زمین چھوڑ کر سنہالہ بدھ مت برادری کے اکثریتی علاقوں میں پناہ لینی پڑی۔

سری لنکا کی دو کروڑ کی آبادی میں سنہالہ بدھسٹ 75 فی صد ہیں، تمل ہندوؤں کی آبادی 11 فی صد اور مسلمانوں کی آبادی تقریباً نو فیصد ہے اور وہ تمل ہندوؤں کے بعد ملک کی دوسری سب سے بڑی اقلیت ہیں۔ مسلمانوں کی اکثریت کاروبار اور تاجروں کی ہے۔ امپارا ضلع میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً 50 فی صد ہے۔ بٹائی کلوا میں تمل ہندوؤں کے بعد وہ دوسری سب سے بڑی آبادی ہیں۔ ٹرنکو مالی سے پورے مشرقی ساحلی اضلاع تک سنہالی اور ہندوؤں کے ساتھ ساتھ ایک تہائی آبادی ان کی بھی ہے۔

سنہالی اور تمل اپنی شناخت نسلی بنیاد پر کرتے ہیں جبکہ تمل ہوتے ہوئے بھی، مسلمانوں کی شناخت نسلی نہیں مذہبی خطوط پر کی جاتی ہے۔ بدلتے ہوئے حالات میں انھوں نے خود کو ملک کی مین سٹریم سے جوڑنے کی کوشش کی ہے۔ انھوں نے اپنی ایک سیاسی جماعت سری لنکا مسلم کانگریس تشکیل دی جو کچھ ہی سالوں میں ملک کی سیاست میں اہم کردار ادا کرنے لگی۔ اس وقت بھی وہ حکمراں اتحاد کا حصہ ہے۔

ایل ٹی ٹی ای کے سربراہ وی پربھاکرن کی قیادت میں تمل ہندوؤں کی علیحدگی پسندی کی تحریک کے دوران سری لنکا میں بدھسٹ مذہبی اور نسلی قوم پرستی کو بھی شدت سے ہوا ملی تھی۔ نو برس قبل ایل ٹی ٹی ای کے خاتمے کے بعد سنہالہ انتہا پسندوں کو ایک نئے دشمن کی ضرورت تھی۔ کئی عشروں تک تمل ان کے دشمن تھے۔ مسلم اب ان کے نئے دشمن ہیں۔

سری لنکا کی سماجیات کے ماہر سٹینلی ٹیمبیا نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ سنہالہ ایک ایسی برادری ہے جو زبردست اکثریت میں ہوتے ہوئے بھی خود کو اقلیت سمجھتی ہے۔ وہ تملوں کو انڈیا کی ریاست تمل ناڈو کا حصہ سمجھتے ہیں اور سری لنکن مسلمان ان کے نزدیک وسیع تر مسلم امت کا حصہ ہیں۔

سنہ 2011 کے بعد مسلمانوں پر سنہالہ تنظیموں کے طرف سے متواتر حملے ہوئے ہیں۔ ان حملوں کی نوعیت خود ساختہ نہیں بلکہ منظّم تھی۔ اور یہ ان گروپوں کی جانب سے کیے گئے تھے جن کی سیاسی جماعتوں سے وابستگی تھی۔ ان حملوں کے مرتکبین کو عموماً سزائیں نہیں دی گئیں۔

مسلمانوں کی ایک سول سوسائٹی تنظیم 'سیکریٹیریٹ فار مسلم' نے سنہ 2013 سے 2015 کے درمیان مسلمانوں کے خلاف ہونے والے 538 واقعات درج کیے ہیں۔ سری لنکا میں مسلمانوں کے خلاف نفرت آمیز بیانات، تقریریں اور ویڈیوز کے سرکولیشن میں خاصی تیزی آئی ہے۔

'بودو بالا سینا' جیسی کئی تنظیموں نے مسلمانون کے خلاف نفرت کی مہم چھیڑ رکھی ہے۔ یہ تنظیم برما کے انتہا پسند بدھسٹ گروپوں سے بھی ترغیب لے رہی ہے۔ یہ مسلمانوں پر الزام لگاتی ہے کہ وہ سنہالیوں سے زیادہ بچے پیدا کر رہے ہیں تاکہ وہ اپنی تعداد بودھ آبادی سے زیادہ کر سکیں۔ ان کا یہ بھی الزام ہے کہ وہ بودھ مذہب کے لوگوں کو جبراً مسلمان بنا رہے ہیں۔ بی بی ایس جیسی کئی دیگر انتہا پسند تنظیمیں سری لنکا میں مسلمانوں سے نفرت کی بنیاد پر بدھسٹ قوم پرستی کو ہوا دے رہی ہیں۔ 'سنہالا روایا' اور 'مہاسن بلایا' جیسی تنظیمیں طرح طرح کی افواہیں پھیلا کر سنہالیوں میں عدم تحفظ کا احساس پیدا کر رہی ہیں اور تشدد کو فروغ دے رہی ہیں۔ مارچ کے فسادات سے قبل ایک فرضی ویڈیو وائرل ہوا تھا جس میں ایک ریستوران کے ایک مسلم باورچی کو یہ اعتراف کرتے ہوئے دکھایا گیا تھا کہ وہ سنہالیوں کو پیش کیے جانے والے کھانے میں ایسی دوا ملاتا ہے جس سے ان کے اولاد نہ ہوں۔

سری لنکا کی حکومتیں مسلمانوں کے خلاف تشدد کے ارتکاب کرنے والوں کو سزا دینے میں ناکام رہی ہیں۔ اس سے ان تنظیموں کا حوصلہ اور بڑھ گیا ہے۔ بعض تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ مسلمانوں پر حملے نہ صرف انتہائی منظم طریقے سے ہو رہے ہیں بلکہ یہ انھیں پرتشدد جوابی کارروائی کے لیے مشتعل کرنے کی غرض سے بھی کیے جا رہے ہیں تاکہ سنہالہ قوم پرستی کو مستحکم کیا جا سکے۔ تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو مسلم نوجوانوں کی طرف سے اس کا شدید ردعمل ہو سکتا ہے۔ سرکردہ سیاسی مبصر دایان جیا تیللیکا نے اخبار 'دی آئی لینڈ' میں لکھا ہے کہ ان منظّم حملوں کے نتیجے میں مسلم نوجوان انتہا پسندی کی طرف مائل ہو سکتے ہیں اور مسلمانوں کے اعتدال پسند طبقے کمزور پڑ جائیں گے۔

انھوں نے یاد دلاتے ہوئے لکھا ہے کہ کس طرح سنہالہ نسل پرستوں نے تملوں کو سبق سکھانے کے نام پر ان پر متواتر حملے کیے تھے۔ اسی کے نتیجے میں تمل شدت پسندی کا جنم ہوا اور ملک کو 30 برس تک خونریز خانہ جنگی جھیلنی پڑی۔ وہی کہانی ایک بار پھر دہرائی جا رہی ہے۔

جیا تیللیکا لکھتے ہیں کہ 'ہم سری لنکا میں اسلامی دہشت گردی کے وجود میں آنے کے ایک قدم اور قریب پہنچ گئے ہیں۔

دعاءِ صحت

- ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المومن بخاری دامت برکاتہم
- قائد احرار، ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
- مجلس احرارِ اسلام ملتان کے سرپرست اور رکن مرکزی مجلس شوریٰ صوفی نذیر احمد
- مجلس احرارِ اسلام کے سیکرٹری جنرل محترم عبداللطیف خالد چیمہ
- حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند گرامی جناب خواجہ رشید احمد صاحب
- لاہور کے بزرگ احرار کارکن چودھری محمد اکرام صاحب
- سید محمد کفیل بخاری کی بڑی ہمشیر علیل ہیں ★ نبیرۂ امیر شریعت حافظ سید محمد معاویہ بخاری علیل ہیں
- مدرسہ معمورہ ملتان کا سابق طالب علم حافظ محمد اویس سنجرانی
- مجلس احرار ملتان کے مخلص کارکن محمد بشیر (بستی محمد پور) شدید علیل ہیں

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مریضوں کی صحت یابی کے لیے دعا فرمائیں، اللہ تعالیٰ سب کو شفا کاملہ عطا فرمائے۔

دینی مدارس امن کے مراکز

مولانا محمد یوسف شیخوپوری

دینی مدارس کے خلاف آج کل مختلف سمتوں بڑی ناروا باتیں سننے میں آ رہی ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ مدارسِ اسلامیہ جن میں قلب ونگاہ اور فکر وذہن کو خالصتاً اسلامی سانچے میں ڈھالا جاتا ہے۔ یہ وہ کارخانے ہیں جہاں آدم گری اور مردم سازی کے ساتھ ساتھ داعیانِ اسلام، محبِّ وطن اور امن واتحاد کے متوالے تیار ہوتے ہیں۔ یہ وہ پاور ہاؤسز ہیں جن سے اسلامی آبادی بلکہ انسانی آبادی میں انسانیت کی بجلی تقسیم ہوتی ہے اور حیاتِ نَو کا روشنی کا سراغ ملتا ہے۔

اس کی واضح وروشن دلیل مدارسِ اسلامیہ میں دی جانے والی تعلیم اور پڑھایا جانے والا نصاب ہے۔ آیئے آپ بھی اس کی ایک جھلک کا مشاہدہ کریں اور پھر دوسرے تعلیمی اداروں سے تقابل کر کے دیکھیں اور انصاف سے فیصلہ کریں کہ مدارس سے کس قدر امن وامان کا درس دیا جاتا ہے۔ جہاں مسند پر بیٹھ کر باصلاحیت ولیاقت اساتذہ اپنے شاگردوں کو یہ پڑھاتے ہیں: مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا '' (سورۃ المائدہ) یعنی انسانی جان ہر حال میں محترم ہے کسی صورت میں بھی بغیر حق کہ یعنی قصاص، یا فساد فی الارض کے علاوہ اس کا قتل جائز نہیں ہے۔ جو شخص کسی کی ناحق جان لیتا ہے اس کا دل حیات انسانی کے احترام سے خالی ہے اور وہ ایک انسان کا نہیں بلکہ پوری انسانیت کا دشمن ہے۔ اس کے برعکس جو شخص کسی انسان کی جان بچاتا ہے وہ پوری انسانیت کا احترام کرتا ہے۔

انسانیت کو امن وسلامتی اور صلح وآشتی کی نعمتیں انھی مدارس کی تعلیمات سے ہی مل سکتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لانے کے معاً بعد حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مکان میں مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ کروایا، جس میں کل نوّے آدمی تھے۔ جس کی بنیاد ہی غم خواری، ہمدردی اور اخوّت وایثار کا جذبہ تھی، جس کا مقصود یہ تھا کہ جاہلی عصبیتیں تحلیل ہو جائیں۔ حمیت وغیرت صرف اسلام کے لیے ہو رنگ ونسل اور ذات ووطن کے سارے امتیازات مٹ جائیں۔ بلندی وپستی کا معیار احترامِ انسانیت اور تقویٰ کے علاوہ اور کچھ نہ ہو۔

جی ہاں دینی مدارس میں عملی طور پر دیکھا جاتا ہے کہ یہ تعلیم محض کھوکھلے الفاظ کی صورت میں کتابوں کی زینت ہی نہیں ہے بلکہ نافذ العمل عہد وپیماں کی صورت میں محسوس اور مشاہدہ کے قابل ہے۔ یہ خالی خولی سلامی اور مبارکبادی نہیں بلکہ ایثار وغمگساری اور مؤانست کے جذبات سے مخلوط ہے، جس سے اسلامی معاشرہ وجود میں آیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا وہ دور یاد کروایا جاتا ہے کہ انصار نے اپنے مہاجر بھائیوں کے لیے اپنے مال کے باغات کے جائیداد کے نصف نصف حصے کر

دیے، حتیٰ کہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا میری دو بیویاں ہیں، آپ دیکھ لیں جو زیادہ پسند ہو میں اُسے طلاق دے دوں اور عدت گزارنے کے بعد آپ اُس سے شادی کر لیں۔

الحمدللہ دینی مدارس میں جو تعلیم دی جاتی ہے اور جو سکھایا، سمجھایا اور پڑھایا جاتا ہے اور عملی طور پر جس کی مشق کروائی جاتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ کسی انسان کا قتل اور جان کشی تو کجا خود اپنی جان کو ختم کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ یہ شریعتِ اسلامی میں حرام ہے۔ ایسا کرنے والے شخص کے لیے بڑی سخت وعیدات ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسلام میں سب سے بہتر عمل یہ ہے کہ تم دوسروں کو کھانا کھلاؤ اور شناسا اور غیر شناسا سبھی کو سلام کرو''۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں مدینہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب میں نے آپ کا چہرہ دیکھا ''عَرَفْتُ اَنَّ لَیْسَ بِوَجْہِ کَذَّاب''۔ یعنی میں نے پہچان لیا یہ سچے ہیں کیونکہ جھوٹے آدمی کا چہرہ ایسا نہیں ہوتا اور پھر آپ نے پہلی بات جو ارشاد فرمائی وہ یہ تھی ''اَفْشُو السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوْا الْاَرْحَامَ وَ صَلُّوْا بِالَّیْلِ وَالنَّاس نِیَامٌ اُدْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِالسَّلَامِ'' یعنی اے لوگو! سلام پھیلاؤ، لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور صلہ رحمی کرو اور رات میں جب لوگ سو رہے ہیں نماز پڑھو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے (مشکوٰۃ)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں اور تباہ کاریوں سے مامون و محفوظ نہ رہے (مسلم، مشکوٰۃ)۔ کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ پاؤں سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں (بخاری)۔ تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہو سکتا یہاں تک کے اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند کرے جو خود اپنے لیے پسند کرتا ہے (بخاری)۔ سارے مؤمنین ایک جسد کی طرح ہیں اگر اس کی آنکھ میں تکلیف ہو تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے (مشکوٰۃ)۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے ایک عمارت کی طرح جس کا بعض بعض کو قوت پہنچاتا ہے، حتیٰ کہ فرمایا کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ اپنے بھائی کو تین دن سے اوپر چھوڑے رکھے (بخاری)۔

جی ہاں! مدارس میں یہ سکھایا جاتا ہے کہ مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنا بھی جائز نہیں ہے قرآنِ کریم میں کفر و شرک کے بعد سخت ترین سزا اُس شخص کی ہے جو کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر ڈالے بلکہ ظاہری مفہوم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص دائمی طور پر جہنم میں رہے گا۔ اور پھر نہ صرف مسلم معاشرے کے لیے غیر مسلموں اور ذمیوں کے حقوق بھی سکھائے جاتے ہیں کہ ذمی کی جان و مال اور آبرو بالکل مسلمان کی جان و مال اور آبرو کی طرح محترم ہے۔ فوجداری اور دیوانی قوانین مسلم اور ذمی کے درمیان برابر ہیں، کوئی غیر مسلم اپنی مسلم رعایا پر چاہے کتنے ہی ظلم توڑے ایک اسلامی ریاست کے لیے اس کے جواب میں اپنی غیر مسلم رعایا پر ذراسی زیادتی کرنا بھی جائز نہیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ عیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''جس نے کسی معاہد (ذمی) کو قتل کیا وہ جنت کی بو سے بھی محروم رہے گا''۔ ہمارے پڑوس میں مسلمانوں پر کس

حد تک ظلم رہا ہے لیکن اس کے جواب میں کبھی کسی مدرسہ سے یہ فتویٰ جاری نہیں ہوا کہ تم بھی پاکستان میں موجود اقلیتوں پر ظلم کرو بلکہ مدارس کا اعلان ہے کہ ریاست اپنے باشندوں کی جان و مال اور آبرو کا تحفظ مسلم اور غیر مسلم کا تفریق کے بغیر کرے۔

مدارس کے اندر ملک کی جغرافیائی سرحدوں کی طرح نظریاتی حدود کی حفاظت ہے۔ آج کے دور تک اگر کوئی طبقہ نظریۂ پاکستان کا تحفظ کر رہا ہے، وطن کے باسیوں کے عقیدہ و عمل کی پاسبانی کر رہا ہے، اسلامی ثقافت اور خالصتاً دینی تہذیب و تمدّن کی بات کرتا ہے تو یہی چٹائیوں پر بیٹھ کر قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں بلند کرنے والے اہلِ مدارس ہیں۔ تاریخ گواہ ہے جب بھی نظریاتی جنگ کا میدان سجا تو دشمن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کے لیے لبرل ازم کا خواب جھوٹا ثابت کرنے والے انھی مدارس کے بوریا نشین تھے۔ ایوانِ اقتدار کا محاذ ہو یا میڈیا کی اسلام فروشی اور مغربی ترجمانی کی وجہ سے عوام الناس میں پایا جانے والا خلجان ہو یہ مدارس کے درویش ہی دلائل اور براہین کے ساتھ میدان میں اترتے ہیں اور باطل کے نشیمن پر برہان و دلیل کی بجلیاں گرا کر واضح کرتے ہیں کہ کسی صورت بھی نظریہ پاکستان کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح نظریۂ پاکستان کے تحفظ کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل کو چلانے والے شرعی عدالتوں میں وراثت، طلاق اور عائلی مسائل کے حل کے لیے تمام خدمات اہلِ مدارس کی ہیں۔ یہ کچی عمارتوں اور سادہ درسگاہوں میں پڑھنے پڑھانے والے عام سے کپڑے، خالی جیب اور بوریا نشین، اخلاص و تقویٰ سے بھرپور لوگ جن کے مدارس میں تعلیم کی ذمہ داری صرف ۶ یا گھنٹے تک نہیں بلکہ بلا مبالغہ ۲۴ گھنٹے تعلیم جاری رکھنے والے ہیں، جن کو کبھی آپس میں جھگڑنے، تنظیم بازیوں کے نتیجے میں چھڑانے کے لیے کبھی پولیس اور رینجرز کو نہیں آنا پڑا۔ جن کے طلباء کبھی روڈوں اور سڑکوں پر آئے روز ہڑتال کر کے سرکاری املاک کو نقصان پہنچانے، جلوس نکال کر حکمرانوں سے اپنے روزگار کا مطالبہ کرنے اور مدرسے میں آتے جاتے ڈرائیوروں اور کنڈیکٹروں سے دست و گریباں ہونے سے قطعاً دور اور پاک ہیں۔ جن میں قلیل قلیل تنخواہوں پر گزر بسر کرنے والے اساتذہ کبھی سٹرائیک نہیں کرتے۔ آیئے اسلامی اور پاکستانی نظریے کے محافظ بن کر ان مدارس کے ساتھ محبت و تعاون کر کے دینی غیرت کا اظہار کرنے والی جماعت میں شمار ہوں!

not found.

خلیفہ راشد، امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، حیات طیبہ کے چند پہلو

محمد عرفان الحق، ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

رجب المرجب کا مہینہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ یہ نبی ﷺ کے لائق صد عزت وتکریم صحابہ کرامؓ میں انتہائی اہم مقام ومرتبہ کے حامل امیر المؤمنین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا مہینہ ہے۔اس ماہ کی ۲۲ تاریخ کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے بعد اسلام کے دامن میں ایسا خلا چھوڑ گئے جو تا قیام قیامت پر نہ ہو سکے گا۔ آپؓ کاتب وحی ہیں۔آپؓ سیدنا عمر فاروقؓ اور سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کے عہد خلافت میں شام اور اس سے ملحقہ علاقوں میں امارت وگورنری کے منصب پر فائز رہے۔آپؓ تقریباً ۲۰ سال امیر المؤمنین اور خلیفہ رہے اور زائد از نصف کرہ ارض پر پرچم اسلام بلند کیا۔

خاندان:

حضرت امیر معاویہؓ کا خاندان دیارِ عرب کے مشہور قبیلہ ''عبد مناف'' میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔قبیلہ ''عبدمناف'' کی مشہور شاخیں ''بنو ہاشم'' اور ''بنوامیہ'' ہیں۔قبیلہ ''بنو ہاشم'' جناب سید الکائنات نبی اقدس ﷺ کی ذات بابرکات کی وجہ سے تمام قبائل پر فوقیت رکھتا ہے۔اور شرف وفضیلت میں اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہے۔اور قبیلہ ''بنوعبدشمس'' اور ''بنوامیہ'' وغیرہ اپنی جگہ پر صاحب فضیلت ہیں لیکن ''بنو ہاشم'' کے بعد ان کا مقام ہے۔حرب بن امیہ اور عبدالمطلب بن ہاشم باہم دوست اور ہم نشین تھے اور ان میں بڑی الفت اور محبت تھی اس طرح حضرت ابوسفیانؓ بن حرب اور حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب میں باہمی تعلق اور دوستانہ مراسم تھے۔(تاریخ الامت، ج ۲،ص ۱۷۴) یہی حال قرابت داریوں کا بھی تھا کہ حضور ﷺ کی دو پھوپھیاں بیضا بنت عبدالمطلب کریز بن ربیعہ اموی کے عقد میں اور سیدہ صفیہؓ بنت عبدالمطلب حارث بن حرب اموی کے نکاح میں تھیں۔(انساب الاشراف، بلاذری، ج ۱،ص ۱۸۸)

خود حضور ﷺ کی تین صاحبزادیاں سیدہ زینبؓ، سیدہ رقیہؓ اور سیدہ ام کلثومؓ امویوں کے ہی نکاح میں تھیں۔ حضرت معاویہؓ کی بہن اور حضرت ابوسفیانؓ کی صاحبزادی ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہؓ حضور ﷺ کی زوجیت میں تھیں۔یعنی حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے دونوں فرزند حضرت یزید رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے۔حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے موقع پر سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ خدمت نبوت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کیا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا اعزاز و اکرام فرماتے ہوئے اعلان کروادیا کہ جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو جائے، اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے، اپنے ہتھیار

پھینک دے، ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر داخل ہوجائے اسے امان ہے۔ (المنتقیٰ من منهاج الاعتدال، فصل ثانی، روی جدنا عن جبرئيل عن الباری و فصل ثانی فی امامة علی رضی الله عنه) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ سیدہ ہند رضی اللہ عنہا بھی بڑی فضیلت والی صحابیہ ہیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہا نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی خوش ہوئے، اس موقع پر نبی علیہ السلام نے سیدہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کے لیے ”مرحبا“ کا لفظ بھی ارشاد فرمایا۔

برادرِ امیر معاویہؓ سیدنا یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما:

”آپ بھی سوار ہوجائیں یا مجھے بھی پیدل چلنے کی اجازت دے دیں“۔ جواب ملا: ”مجھے سوار ہونے اور تمہیں پیدل ہونے کی ضرورت نہیں، میں تو ہر قدم کو راہ باری تعالیٰ میں شمار کررہا ہوں“۔ وہ دونوں پروقار انداز میں آہستہ رفتار کے ساتھ شہر سے باہر جانے والے رستے پر چل رہے تھے۔ ایک شخص پیدل اور دوسرا سوار تھا۔ پیدل چلنے والا شخص اپنے سوار ساتھی کو ایسے نصیحتیں کررہا تھا جیسے کوئی شفیق باپ اپنے بیٹے کو لمبے سفر پر رخصت کرتے وقت نصیحت کرتا ہے۔ وہ کہہ رہا تھا: ”تمہیں شام میں تارک الدنیا راہب ملیں گے تم ان سے تعرض کرنا نہ ہی ان کی رہبانیت سے۔ بیچ سے سر منڈانے والے لوگوں سے اگر جنگ میں واسطہ پڑے تو ان کے سر کے اسی حصہ پر تلوار کا وار کرنا“۔ سوار انتہائی انہماک سے یہ ہدایات سنتا جارہا تھا۔ پیدل شخص خلیفۂ رسول، خلیفۂ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیقؓ تھے جنہوں نے حضرت سیدنا یزیدؓ کو شام کی طرف لشکر کشی کرنے والی فوج کا امیر مقرر کیا تھا اور اب حضرت یزیدؓ بن ابوسفیانؓ کو الوداع کہنے کچھ دور، اُن کے ساتھ چل رہے تھے۔

سیدنا یزیدؓ صاحب دارالامن سیدنا ابوسفیانؓ کے بڑے بیٹے اور امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی تھے۔ آپؓ کی کنیت ابو خالد اور لقب ”خیر“ تھا۔ آپؓ انتہائی متقی اور سلیم الطبع شخصیت کے مالک تھے۔ اپنے لقب کی وجہ سے حضرت اقدسؓ ’یزید الخیر‘ کے نام سے مشہور تھے۔ غزوۂ حنین میں نبی اکرم ﷺ کی معیت میں کفر کے مقابلہ پر آئے۔ نگاہ محمد مصطفیٰ ﷺ، سیدنا یزیدؓ کی خداداد صلاحیتوں کو بھانپ چکی تھی اسی لیے آپ ﷺ نے بنی امیہ کے اس ممتاز اور اعلیٰ صفات وصلاحیت کے مالک صحابی کو بنی فراس کی امارت سونپ دی۔ سیدنا ابوسفیانؓ کے قابل قدر فرزند اور امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی سیدنا یزید الخیرؓ نے کفار کے خلاف جہاد میں سیدنا خالدؓ بن ولید سیف اللہ، فاتح مصر سیدنا عمروؓ بن العاص اور امین الامت سیدنا ابوعبیدہؓ بن الجراح من عشرہ مبشرہ کی معیت میں شجاعت و تدبر سے پُر وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیے جو کہ آب زر سے تحریر کرنے کے لائق ہیں۔ آنجنابؓ کی دی ہوئی مدبرانہ تجاویز سے فتوحات شام میں زبردست مدد ملی۔ بصرہ، اجنادین اور اردن کی مہمات میں حضرت یزیدؓ بھی قدم بہ قدم شامل رہے۔ سیدنا عمر فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں ۱۸ھ کے اواخر یا ۱۹ھ کے اوائل میں سرزمین شام پر یہ عبقری شخصیت سیدنا ابوخالد یزید الخیرؓ بن ابی سفیانؓ، دنیا سے رخصت ہوئی۔

سیدنا امیر معاویہؓ کی نبی علیہ السلام سے رشتہ داریاں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہیں۔ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ اس وجہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امت مسلمہ کے ماموں بھی کہلاتے ہیں۔ اسی لیے آپؓ کو خال المؤمنین کہا جاتا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نہ صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ''برادر نسبتی'' ہیں بلکہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ''ہم زلف'' بھی ہیں، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن قریبۃ الصغریٰ رضی اللہ عنہا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں۔

سیدنا امیر معاویہؓ کا نبی علیہ السلام کے بال مبارک تراشنا:

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک بھی تراشے۔ صحیح بخاری میں کتاب الحج کے باب الحلق و التقصیر عند الاحلال میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث ہے جس میں آپؓ فرماتے ہیں کہ میں نے مشقص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک تراشے تھے۔ مشقص سے مراد تیر کی پیکان یا بھال ہے نیز عربی میں مشقص چوڑے پھل والے تیر کو بھی کہا جاتا ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ سن ۷ ہجری کا ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا فرمایا اور حالت احرام سے نکلنا چاہ رہے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر قصر کروایا جب کہ یہ بات بھی ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق، حج کے موقع پر کروایا تھا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک عمرہ کے وقت کترے تھے اور یہ عمرۃ القضاء کا موقع تھا۔ سیرت معاویہؓ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آں جناب رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے قبل وصیت فرمائی تھی کہ میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال اور ناخن محفوظ رکھے ہیں، میری وفات کے بعد ان بالوں اور ناخنوں کو میرے چہرے پر رکھ مجھے دفن کیا جائے۔

سیدنا امیر معاویہؓ بحیثیت کاتب وحی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جہاں دیگر کاتب حضرات تھے وہاں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے صدق وامانت کے پیش نظر کتابت کے منصب سے سرفراز کیا گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں میں ان کا خاص مقام تھا۔ یہ امر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صلاحیت وصداقت اور امانت کی دلیل ہے۔ نیز یہ امر نگاہ رسالت میں آں موصوف رضی اللہ عنہ کے معتمد ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ قرآن مجید کی حفاظت میں ایک اہم سبب ''کتابتِ وحی'' ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک جماعت مقرر کر رکھی تھی جو کہ ''کاتبین وحی'' تھے۔ ان میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا چھٹا نمبر تھا۔

کتابت وحی کے منصب پر تقرر کے بعد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت زید رضی اللہ عنہ بن ثابت کے بعد دوسرے نمبر پر سب سے زیادہ کتابت وحی کا اہم فریضہ انجام دیا کرتے تھے۔ یہ دونوں حضرات رضی اللہ عنہما دن رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہتے اور اس کے سوا کوئی کام نہ کرتے تھے۔ کاتبانِ وحی کو درج ذیل قرآنی صراحت کی روشنی میں دیکھا جائے تو ان کی فضیلت کے لیے یہی ایک چیز کافی ہے کہ قرآن کریم کی سورۂ عبس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطھرۃ بایدی سفرۃ کرام بررۃ

''لکھا ہے عزت کے ورقوں میں اونچے رکھے ہوئے، نہایت ستھرے ہاتھوں میں لکھنے والوں کے، جو بڑے درجہ کے نیک کار ہیں''۔ (ترجمہ از معارف القرآن، مفتی محمد شفیع)

سیدنا امیر معاویہؓ خلافت صدیقی میں:

ابن کثیر نے لکھا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ میں حاضر ہوئے اور مسیلمہ کے قتل میں بھی شامل تھے۔ صدیقی دور میں علاقہ شام کی طرف مسلمانوں کے مختلف جیوش اور عسا کر وقتاً فوقتاً حسب ضرورت ارسال کئے گئے۔ چنانچہ حضرت ابوسفیانؓ کے بڑے فرزند حضرت یزیدؓ بن ابی سفیانؓ کو شام کی طرف صدیقی دور میں مہمات سر کرنے کے لئے بھیجا گیا اور ان کے ساتھ دیگر صحابہؓ بھی ان مہمات میں شامل تھے۔ بعض دفعہ یزیدؓ بن ابی سفیانؓ کو مزید کمک کی ضرورت پیش آئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک دستہ کا امیر بنا کر روانہ فرمایا۔ فتوح البلدان کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی کے بعد دوسرے شامی لشکر کے امیر بنائے گئے۔

سیدنا امیر معاویہؓ خلافت فاروقی میں:

فتح مرج کے بعد آپؓ نے اپنے بھائی یزیدؓ بن سفیانؓ کے ساتھ شام کے مضبوط قلعے قلعہ صیداء، عرقہ، جبیلی اور بیروت کی تسخیر کے لئے پیش قدمی کی۔ عرقہ کے قلعہ کو فتح کرنے کیلئے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے جان جوکھوں میں ڈال دی۔ ان قلعوں کی فتح نے حضرت عمرؓ کو بہت متاثر کیا انہوں نے خوش ہو کر آپؓ کو اردن کا گورنر مقرر کر دیا۔ قبل ازیں جو علاقے رومیوں کے قبضے میں چلے گئے تھے، آپؓ نے وہ دوبارہ چھین لیے اور وہاں اسلامی شوکت وحشمت کا پھریرا لہرادیا۔

شام کی فتوحات میں فتح اردن ۱۵ھ میں ہوئی، یہ ایک مشکل مہم تھی۔ اس موقع پر لشکر اسلام کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح تھے۔ حضرت عمروؓ بن العاص اس موقعہ پر امیر الافواج تھے لیکن ابوعبیدہؓ بن الجراح امیر الامراء تھے۔ جب سواحل اردن کا معاملہ پیش آیا تو حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کو کمک بھیجنے کے لئے لکھا تو حضرت ابوعبیدہؓ نے یزیدؓ بن ابی سفیانؓ کو ان کی طرف بھیجا اور ان کے ساتھ مقدمۃ الجیش پر سیدنا معاویہؓ نگران تھے۔

فتح دمشق کے ساتھ ہی اس علاقے کے سواحل صیداء، عرقہ، جبیل بیروت وغیرہ کی طرف اسلامی فوجوں نے توجہ کی اور ان علاقوں کو بڑی کوششوں سے فتح کیا۔ اس موقع پر لشکر کے مقدمۃ الجیش پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور ان کی

کمان میں یہ فتوحات کثیرہ ہوئیں۔ خصوصاً عرفہ کی فتح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوشش سے ہوئی۔

امیر المومنین حضرت عمرؓ نے قیساریہ کی مہم سر کرنے کے لیے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا۔ قیساریہ بحیرہ روم کے ساحل پر بڑا عظیم الشان شہر تھا۔ اس کی عظمت کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے شہر پناہ پر ایک لاکھ سپاہی رات کو پہرہ دیا کرتے تھے اور اس میں تین سو بازار تھے۔ چنانچہ اس عظیم شہر کو فتح کرنے کے لئے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ۱۵ ہزار کا لشکر پہلے ہی سے خیمہ زن تھا چونکہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اول درجہ کے منتظم جنگ تھے۔ اس لیے فوج کی ترتیب اس انداز سے کی گئی کہ جب جنگ چھڑی، گھمسان کا رن پڑا اور چند روز کی لڑائی کے بعد دشمن کو پسپا کر دیا گیا۔ اور وہ شکست کھا کر شہر بند ہوگئے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ آخر ایک دن رومی بڑے جوش وخروش کے ساتھ ایک لاکھ کا لشکر لے کر نکلے اور بڑی خون ریز جنگ کے بعد وہ میدان جنگ سے ہٹے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اس جنگ میں ۸۰ ہزار رومی مارے گئے اور اس کے فتح ہونے کی خبر امیر المومنینؓ نے سنی تو زبان مبارک سے بے ساختہ اللہ اکبر کا نعرہ نکل گیا۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ اس فتح سے رومیوں کے دلوں میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی دھاک بیٹھ گئی اور وہ دوبارہ سر اٹھا نہ سکے۔

فاروقی دور میں فلسطین کے علاقہ میں فتوحات کا سلسلہ جاری رہا اور بہت سے علاقے اہل اسلام نے فتح کیے۔ ان مواضعات میں عسقلان کی فتح کے متعلق مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے والی شام کو ایک مکتوب ارسال کیا کہ عسقلان کی طرف توجہ دیں اور اسے فتح کرنے کی سعی کی جائے۔ چنانچہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین کے اس حکم کی تعمیل میں عسقلان کی طرف پیش قدمی کی اور اسے فتح کر لیا۔ اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت عمروؓ بن العاص نے عسقلان کو فتح کیا تھا اور جب آپؓ اسے فتح کرنے کے بعد واپس ہوئے تو اہل عسقلان کی رومیوں نے مدد کی اور انہوں نے نقض عہد کر دیا اور باغی ہوگئے۔ ان حالات کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے عسقلان کی طرف پیش قدمی کی اور اسے دوبارہ فتح کیا۔ پھر وہاں اپنی افواج کو ٹھہرایا اور حفاظتی دستے متعین فرمائے۔

سیدنا امیر معاویہؓ خلافت عثمانی میں:

۲۴ھ میں حضرت عثمانؓ سریر آرائے خلافت ہوئے تو آپؓ نے بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو دمشق کا عامل بنائے رکھا بلکہ ان کی ذہانت وفراست اور حربی صلاحیت دیکھ کر پورے شام کا گورنر بنا دیا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی بہترین صلاحیتوں کو کام میں لاتے ہوئے فتوحات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کر دیا اور آزمودہ جرنیلوں کو فوج کی کمان سپرد کی اور ان کو مختلف مقامات پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے طرابلس اور شام فتح ہوا۔ اس کے بعد خود ۲۵ھ ایک لشکر جرار کے ساتھ آگے بڑھے اور انطاکیہ، طرطوس، شمشاط، اور ملعلیہ تک کے علاقے فتح کرتے ہوئے عموریہ تک چلے گئے اور یہاں نئی بستیاں بسائیں، متعدد قلعے تعمیر کرائے، فوجی چھاؤنیاں بنوائیں اور مسلمانوں کو لا کر بسایا۔

کم لوگوں کو علم ہوگا کہ بحری بیڑے کے موجد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ایک سیرت نگار لکھتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فطرت عالمگیر تھی۔ ان کی ہمت عالی کا تقاضا یہ تھا کہ ایشیاء سے نکل کر یورپ وافریقہ پر حملہ ممکن نہ تھا جب تک کہ بحری بیڑہ نہ ہو۔ آپؓ کی دوراندیشی اور فراست ایمانی کا یہ فیصلہ تھا کہ اگر اسلام کو بہ حیثیت ایک نظام حیات دنیا پر غالب کرنا اور روم کی غیر اسلامی شوکت وسطوت کو اپنے پاؤں تلے کچلنا ہے تو اس کے لیے بحری بیڑہ وجود میں لانا پڑے گا۔ چنانچہ آپؓ نے عہد فاروقی میں اس کا اظہار کیا تھا جسے بعض وجوہ کی بنا پر حضرت عمرؓ نے منع کیا۔ پھر آپؓ نے عہد عثمانیؓ میں پہلا اسلامی بیڑہ بحیرہ روم میں اتارا اور کچھ ہی دنوں میں افریقہ اور یورپ کی وسیع سرزمین پر اسلامی جھنڈا لہراتا ہوا نظر آیا۔

۲۵ھ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے قلعوں کو فتح کیا اور مورخین لکھتے ہیں کہ ۲۷ھ میں آپؓ نے قنسرین کو بھی فتح کرلیا اور بعض مورخین کا قول ہے کہ ۲۷ھ میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے قبرص فتح کرلیا تھا۔ اکابر علماء نے لکھا ہے کہ معرکہ قبرص میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بذات خود شرکت فرمائی، آپؓ کی اہلیہ فاختہ بنت قرظ بھی تھیں۔ اس معرکہ میں آپؓ کے ساتھ اکابر صحابہ جن میں حضرت ابوذر غفاریؓ، ابو درداؓ، شدادؓ بن اوس اور عبادہؓ بن الصامت، حضرت مقدادؓ بن اسود، حضرت ابوایوب انصاریؓ بھی شریک تھے۔ حضرت عبادہؓ کی اہلیہ ام حرامؓ بنت ملحان ان کے ساتھ تھیں جن کے متعلق حدیث صحیح میں ایک پیشنگوئی جناب نبی کریم ﷺ کی موجود ہے۔ آپ ﷺ نے خواب سے بیدار ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری امت کا پہلا لشکر جو بحری غزوات کرے گا انہوں نے اپنے اوپر جنت کو واجب کرلیا۔ اس ارشاد کے سننے پر حضرت ام حرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول ﷺ کیا میں ان میں شامل ہوں گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان میں داخل ہو۔

سیدنا امیر معاویہؓ خلافت علوی میں:

اسلام دشمنی سے لبریز یہودی شرارتی ذہن کی ناپاک سازشوں اور چالوں کی وجہ سے سیدنا علی مرتضیٰؓ اور سیدنا امیر معاویہؓ کے مابین اختلافِ رائے کو کافی حد تک بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا حالانکہ بات صرف یہ تھی کہ سیدنا علیؓ کا خیال تھا کہ بیعتِ خلافت کے قیام کے بعد قاتلین عثمانؓ کی سرکوبی کی جائے جبکہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اس حق میں تھے کہ پہلے قصاص عثمان غنی لیا جائے پھر بیعت لی جائے۔ اس اختلاف میں کافی عرصہ گزرا اور کئی شورشیں دشمنوں کی طرف سے کی گئیں جس کے نتیجہ میں تاریخ میں کئی ایسے واقعات درج کرلیے گئے کہ جو ناموس صحابہؓ کے بالکل برعکس ہیں۔ انہی سازشوں کی بدولت خوارج کا فتنہ اٹھا اور سیدنا علیؓ کی شہادت بھی ایک خارجی ابن ملجم کے ہاتھوں ہوئی۔

سیدنا امیر معاویہؓ خلافت حسنی میں:

شہادت علیؓ کے بعد سیدنا حسنؓ بن علیؓ ۶ ماہ کے لیے خلافت پر متمکن ہوئے مگر اپنی دوراندیشی اور صحابیت کے مقام کی سربلندی اور دانائی کے باعث آپؓ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرلی اور نبی ﷺ کی یہ پیشنگوئی پوری ہوئی کہ ''یہ میرا بیٹا سید ہے۔ خدا اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا'' (فتح الباری)۔

خلافت امیر معاویہؓ:

یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت اسلام میں بڑا اہم دور ہے۔ اس دور میں اسلام کو کامل فروغ حاصل ہوا۔ دین وشریعت کے تمام شعبوں میں ترقی ہوئی اور اس عہد کے باقی مخالف ادیان یہود و نصاریٰ وغیرہ پر اسلام غالب آ گیا اور اسلام کی مخالفت پر کمر بستہ عظیم سلطنتوں کا زور ٹوٹ گیا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ان کی اوصاف حمیدہ سے عبارت مبارک زندگی کے تمام حالات خصوصاً فتوحاتِ معاویہؓ کا مکمل تذکرہ ان قلیل صفحات میں کرنا ممکن نہیں لہٰذا مختصراً اجناب معاویہ رضی اللہ عنہ کی فتوحات کا ذکر خیر کیا جاتا ہے۔

فتوحات:

امت مسلمہ کے متفقہ اور اجماعی خلیفہ کے منصب پر متمکن ہونے کے بعد سب سے پہلے امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خوارج کا قلع قمع فرمایا۔ اور پھر شرقی ممالک، خراسان، ترکستان، سجستان، سمرقند و بخارا جیسے اہم علاقوں اور خطوں کو فقط اعلاء کلمۃ اللہ کے جذبۂ ایمانی سے فتح کیا اور یہاں خلافت اسلامیہ کا پرچم لہرایا۔ پھر قندھار، ہندوستان کے کئی علاقوں کو خلافتِ اسلامیہ میں ضم کیا۔ پاکستان میں چارسدہ کے علاقہ میں ''اصحاب بابا'' کے نام سے مشہور قبر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں یہاں بھیجے ہوئے ایک مجاہد صحابیؓ کی ہے۔ فتوحات کا سلسلہ بڑھتا گیا اور بلاد روم، قسطنطنیہ، روڈس، قلعۂ کمخ، بلاد افریقہ، قیروان، جلولاء، قرطاجنہ اور جزیرۂ قبرص جیسے اہم علاقے خلافتِ اسلامیہ میں شامل ہوتے چلے گئے۔ یہ بھی خیال رہے کہ قیساریہ کا مشہور شہر جس کے صرف دیواروں پر ایک لاکھ پولیس پہرہ دیا کرتی تھی، بھی سیدنا معاویہؓ کی اعلیٰ بصیرت وسیاست کے نتیجہ میں فتح ہو کر خلافت اسلامیہ میں داخل ہو۔ اپنی وفات تک سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۶۵ لاکھ ۶۴ ہزار مربع میل کے رقبہ پر دین اسلام کا جھنڈا اگاڑا۔

سفر آخرت:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تجہیز وتدفین کے متعلق ہدایات دیں کہ ''مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک کرتا مرحمت فرمایا، جسے میں نے اپنی جان کے برابر حفاظت سے رکھا ہے، اب یہی میرا کفن ہوگا۔ حضور انور ﷺ کے کچھ تراشے ہوئے ناخن اور ریش مبارک کے کچھ بال میں نے شیشی میں حفاظت سے رکھ چھوڑے ہیں، یہ آنکھوں پر رکھ دینا بس یہی میرے لیے کافی ہیں۔ یہ فرما ہی رہے تھے کہ کلمہ توحید زبان پر آ گیا اور ۲۲ رجب ۶۰ھ بمطابق 17 اپریل 680ء کو فضل و کمال اور رشد وہدایت کا یہ آفتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو غسل دیا گیا اور حسبِ وصیت اور تبرکات جو آپؓ نے محفوظ کیے ہوئے تھے، کفن میں شامل کئے گئے۔ جب تجہیز وتکفین کے مراحل طے ہو چکے تھے تو نماز ظہر ادا کرنے کے بعد حضرت ضحاکؓ بن قیس نے نماز جنازہ جامع مسجد دمشق میں پڑھائی اور انہیں دارالامارۃ دمشق جسے الخضراء کہتے ہیں، میں دفن کیا گیا۔

☆......☆......☆

مقام صحابہؓ قرآن کریم کی روشنی میں

مولانا شفیق احمد اعظمی

صحابی کی تعریف

علما متقدمین ومتاخرین نے صحابی کی تعریف میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر اس صاحب ایمان شخص کو صحابی کہا جائے گا جس نے ایمان کی حالت میں خاتم النّبیین محمد عربی ﷺ سے شرف ملاقات حاصل کیا اور اسی ایمان کے ساتھ وفات پائی، اور ظاہر ہے کہ وہ نابینا حضرات یا صحابہ کے نومولود بچے جو آنحضرت ﷺ کی خدمت مبارکہ میں لائے گئے ان سب کو ملاقات حاصل ہے لہٰذا بلاتردد جماعت صحابہ میں ان کا شمار ہوگا۔

اس طرح کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کا پاکیزہ گروہ اس زمرہ میں شمار کیا جاتا ہے جس کے بارے میں علما اہل سنت والجماعت اور ائمہ سلف کا بالاتفاق قول ہے کہ سب کے سب نجوم ہدایت ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

اَصحابی کالنُّجوم بأیّھم اقتدیتم اھتدیتم (ترمذی) گروہ صحابہ کا وجود، رسول اللہ ﷺ کے معجزات میں سے ایک عظیم الشان معجزہ ہے جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ومحبوب ﷺ کے عالمگیر پیغام رسالت کو خطۂ ارضی کے ہر گوشہ تک اس کی حقیقی روح کے ساتھ پھیلایا اور اس طرح آنحضور ﷺ کا رحمۃ للعالمین ہونا بھی ثابت کر دیا اور **وما ارسلناک الا کافّۃ للنّاس** (سورہ فاطر:۲۴) کی تفسیر بھی دنیا کے سامنے پیش کر دی گئی۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پاکیزہ برگزیدہ جماعت کے ذریعہ اسلام کا تعارف بھی کرا دیا گیا اور رسول عربی ﷺ کی سیرتِ طیبہ اور سنت کو عام کیا گیا اگر رسول اللہ ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو الگ رکھ کر ان کو عام انسانوں کی طرح خاطی وعاصی تصور کر کے غیر معتبر قرار دیا جائے گا تو اسلام کی پوری عمارت ہی منہدم ہو جائے گی نہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت معتبر رہے گی نہ قرآن اور اس کی تفسیر اور حدیث کا اعتبار باقی رہے گا۔ کیونکہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ من جانب اللہ ہم کو عطا کیا ہے وہ ہم تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کی معرفت پہنچا ہے۔ خود معلم انسانیت محمد عربی نے اپنے جاں نثار اطاعت شعار صحابہ کی تربیت فرمائی تھی۔ صحابہ کرام نے اوّل اوّل، زبان رسالت سے آیات اللہ کو ادا ہوتے سنا تھا اور کلام رسول کی سماعت کی تھی پھر دونوں کو دیانت وامانت کے ساتھ اسی لب ولہجہ اور مفہوم ومعانی کے ساتھ محفوظ رکھا اور بحکم رسول عربی ﷺ اس کو دوسروں تک پہنچایا کیونکہ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضور ﷺ نے ان کو تبلیغ کا مکلّف بنایا تھا

بَلِّغُوْ عَنِّی وَلَوْ آیَۃ (بخاری ومسلم) میری جانب سے لوگوں کو پہنچا دو اگر چہ ایک آیت ہی ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو درسگاہ نبوت میں حاضری کا مکلّف ایک خاص حکم کے ذریعہ بنایا تھا کہ ہر وقت ایک معتدّ بہ جماعت اللہ کے رسول کی خدمت میں اسلام سیکھنے کیلئے حاضر رہے اس لئے کہ کب کوئی آسمانی حکم اور شریعت کا کوئی قانون عطا کیا جائے، لہٰذا ایک جماعت کی آپ کی خدمت میں حاضری لازمی تھی اور ان کو بھی حکم تھا کہ جو حضرات خدمت رسالت میں موجود نہیں ہیں ان تک ان نئے احکام اور آیات کو پہنچائیں۔

وَ مَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَآفَّۃً فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْھُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ وَ لِیُنْذِرُوْا قَوْمَھُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْھِمْ لَعَلَّھُمْ یَحْذَرُوْنَ (سورۃ توبہ ۱۲۲)

ترجمہ: اور مسلمانوں کو نہیں چاہئے کہ سب کے سب چلے جائیں۔ تو کیوں نہ ہر فرقہ میں سے نکلی ایک جماعت جو مہارت و رسوخ حاصل کرتی دین میں اور تا کہ ڈرائیں اپنی قوم کو جب کہ وہ لوٹ کر آئیں ان کے پاس ہوسکتا ہے کہ وہ ڈریں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ صحابہ کرام سے محبت وعقیدت کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت نہیں ہوسکتی اور صحابہ کرام کی پیروی کئے بغیر آنحضور ﷺ کی پیروی کا تصور محال ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام نے جس انداز میں زندگی گزاری ہے وہ عین اسلام اور اتباع سنت ہے اور ان کے ایمان کے کمال و جمال، عقیدہ کی پختگی، اعمال کی صحت واچھائی اور صلاح وتقویٰ کی عمدگی کی سند خود رب العالمین نے ان کو عطا کی ہے اور معلم انسانیت ﷺ نے اپنے قولِ پاک سے اپنے جاں نثاروں کی تعریف وتوصیف اور ان کی پیروی کو ہدایت وسعادت قرار دیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی انسان تھے، ان سے بھی بہت سے مواقع پر بشری تقاضوں کے تحت لغزشیں ہوئی ہیں لیکن لغزشوں، خطاؤں، گناہوں کو معاف کرنے والی ذات اللہ کی ہے۔ اس نے صحابہ کرام کی اضطراری، اجتہادی خطاؤں کو صرف معاف ہی نہیں کیا بلکہ اس معافی نامہ کو قرآن کریم کی آیات میں نازل فرما کر قیامت تک کیلئے ان نفوس قدسیہ پر تنقید وتبصرہ اور جرح وتعدیل کا دروازہ بند کردیا۔ اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کے ایمان کی صداقت اور اپنی پسندیدگی کی سند بھی بخشی ہے اس کے بعد بھی اگر کوئی فرد یا جماعت صحابہ کرام پر نقد وتبصرہ کی مرتکب ہوتی ہے تو اس کو علماحق نے نفس پرست اور گمراہ قرار دیا ہے۔ ایسے افراد اور جماعت سے قطع تعلق ہی میں خیر اور ایمان کی حفاظت ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پوری جماعت (خواہ کبار صحابہ ہوں یا صغار صحابہ) عدول ہے اس پر ہمارے ائمہ سلف اور علمائے خلف کا یقین وایمان ہے۔ قرآن کریم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متعلق آیات پر ایک نظر ڈالئے پھر ان کے مقام ومرتبہ کی بلندیوں کا اندازہ لگائیے اس کے بعد بھی اگر کسی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیص کی جرأت کی ہے تو اس کی بدبختی پر کف افسوس ملئے۔

صحابہ سراپا ادب اور پیکر تقویٰ تھے

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ

وَّاَجۡرٌ عَظِیۡمٌ (سورہ الحجرات :۳)

ترجمہ بیشک جولوگ اپنی آوازوں کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کیلئے خالص کر دیا ہے ان لوگوں کیلئے مغفرت اور اجرعظیم ہے۔

کفر وفسق سے محفوظ تھے

وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ فِیۡکُمۡ رَسُوۡلَ اللّٰہِ لَوۡ یُطِیۡعُکُمۡ فِیۡ کَثِیۡرٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ لَعَنِتُّمۡ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیۡکُمُ الۡاِیۡمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ وَکَرَّہَ اِلَیۡکُمُ الۡکُفۡرَ وَالۡفُسُوۡقَ وَالۡعِصۡیَانَ اُوۡلٰٓئِکَ ہُمُ الرّٰشِدُوۡنَ (سورۃالحجرات:۷)

ترجمہ اور جان رکھو کہ تم میں رسول اللہ ﷺ ہیں اگر بہت سے کاموں میں تمہاری بات مان لیا کریں تو تم پر مشکل پڑے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اس کی (تحصیل) کو تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا اور کفر وفسق اور عصیان سے تم کو نفرت دیدی ایسے ہی لوگ اللہ کے فضل اور انعام سے راہ راست پر ہیں۔

عبادت کے خوگر اور رحمدل تھے

مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ وَالَّذِیۡنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ تَرٰىہُمۡ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضۡوَانًا سِیۡمَاہُمۡ فِیۡ وُجُوۡہِہِمۡ مِّنۡ اَثَرِ السُّجُوۡدِ (سورہ فتح : ۲۹)

ترجمہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور جولوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں اور اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں ان کی (عبدیت) کے آثار سجدوں کی تاثیر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب سورہ فتح کی تفسیر کرتے ہوئے معارف القرآن جلد ۸ میں تحریر کرتے ہیں:

قرآن مجید کی بہت سی آیتوں میں اس کی تصریحات ہیں جن میں چند آیات اسی سورۃ میں آچکی ہیں: لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡن، اورالزَ مَھُم کَلِمَۃَ التَقویٰ وَکَانُوا اَحَقَّ بِھا وَاَھلَھا، انکےعلاوہ بہت سی آیات میں یہ مضمون مذکور ہے،یَومَ لَا یُخزِی اللّٰہُ النَّبِیَ وَ الَّذِینَ اٰمَنُوا مَعَہٗ. وَالسَّابِقُونَ الاَ وَّلُونَ مِنَ المُھاجرِینَ وَالاَنصَارِ وَالَّذِینَ اتَّبَعُوھُم بِاِحسَانٍ رَضِیَ اللّٰہ عَنھُم وَرَضُوا عَنہُ وَاَعَّدَ لَھُم جَنّٰتٍ تَجرِی تَحتَھَا الاَنھٰرُ اور سورہ حدید میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے بارے میں فرمایا ہے:وَکُلًّا وَعَدَاللّٰہُ الحُسنٰی یعنی ان سب سے اللہ تعالیٰ نے حسنیٰ کا وعدہ کیا ہے پھر سورہ انبیا میں حسنیٰ کے متعلق فرمایاإنَّ الَّذِینَ سَبَقَت لَھُم مِنَّا الحُسنیٰ اولٰئک عَنھَا مُبعَدُوۡنَ یعنی جن لوگوں کیلئے ہماری طرف سے حسنیٰ کا فیصلہ پہلے ہو چکا ہے وہ جہنم کی آگ سے دور رکھے

جائیں گے۔

صحابہ پر طعنہ زنی جائز نہیں

امام المفسرین علامہ قرطبی اپنی مشہور و معروف تفسیر قرطبی جلد نمبر ۱۶، ص: ۳۲۲ پر رقم طراز ہیں: یہ جائز نہیں کہ کسی بھی صحابی کی طرف قطعی اور یقینی طور پر غلطی منسوب کی جائے اس لئے کہ ان سب حضرات نے اپنے اپنے طرز عمل میں اجتہاد سے کام لیا تھا اور ان سب کا مقصد اللہ کی خوشنودی تھی یہ سب حضرات ہمارے پیشوا ہیں اور ہمیں حکم ہے ان کے باہمی اختلافات میں کف لسان کریں اور ہمیشہ ان کا ذکر بہتر طریقہ پر کریں، کیونکہ صحابیت بڑی حرمت (وعظمت) کی چیز ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو برا کہنے سے منع فرمایا ہے اور یہ خبر دی ہے کہ اللہ نے انہیں معاف کر رکھا ہے اور ان سے راضی ہے۔ بحوالہ معارف القرآن، ج: ۸۔

ہر مشکل کا حل اتباع صحابہ:

آج ہم مسلمانوں کو عالمگیر سطح پر مشکلات کا سامنا ہے ہر محاذ پر ناکامی اور پسپائی ہے دشمنان اسلام متحد اور اسلام کو مٹانے پر متفق ہیں مسلمانوں پر طرح طرح سے الزامات اور بہتان تراشی ہو رہی، پوری دنیا میں اسلام کی شبیہ کو خراب کرنے اور مسلمانوں کو بدنام کرنے میں میڈیا سرگرم ہے یورپ میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کی لہر چل رہی ہے۔ ہم ایک خطرناک اور نازک دور سے گزر رہے ہیں ان حالات میں صحابہ کرام کی مثالی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ ان پاکیزہ نفوس کو بھی ان حالات کا سامنا تھا بلکہ بعض اعتبار سے آج کے حالات سے زیادہ خطرناک صورتِ حال تھی۔ مکہ میں ابتلاء و آزمائش کے شدید دور سے گذرتے تھے، تعداد بھی کم تھی اور وسائل بھی نہیں، حدیبیہ میں یہودیوں اور منافقوں کی فتنہ انگیزیاں اور سازشیں تھیں، مشرکین مکہ کے حملے اور یہودی قبائل سے لڑائیاں تھیں، پھر دائرہ وسیع ہوا تو قیصر روم اور کسریٰ کے خطرناک عزائم تھے...... ان سب حالات کا مقابلہ صحابہ کرام نے جس حکمت عملی اور صبر و استقامت سے کیا وہی تاریخ ہم کو دہرانی پڑے گی۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم سیرتِ صحابہ کا مطالعہ کریں ان کو اپنا رہنما و مقتدا جان کر اِس محبت و عقیدت سے ان کی پیروی کریں کہ ان کا ہر عمل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ صحابہ ہمارے لئے معیار حق اور مشعل راہ ہیں ان کی شان میں کسی قسم کی گستاخی گوارا نہیں۔ ان کی عظمت شان کی بلندیوں تک کسی کی رسائی نہیں۔ عصر حاضر میں ان حضرات کی پیروی گذشتہ صدیوں کے مقابلہ میں زیادہ ضروری اور اہم ہے اور کامیابی کا تصور اس کے بغیر ممکن نہیں۔ میں نے چند آیات کے ذکر پر اکتفا کیا ہے ورنہ ان کے علاوہ اور بہت سی آیات میں ان کے فضائل و مناقب بیان کئے گئے ہیں جبکہ کتب احادیث میں مناقب صحابہ ایک مستقل باب ہوتا ہے جس میں انفرادی طور پر کبار صحابہ کے مناقب بھی ہیں اور مجموعی طور پر تمام اصحاب رسول کی عظمت و جلالت کا ذکر بھی ہے۔ (مطبوعہ: ماہنامہ دارالعلوم، دیوبند، مارچ 2010)

مسلمانوں کے آپس کے فتنے اور سلف صالحین کا طرزِ عمل

ترجمہ: مولوی محمد نعمان سنجرانی

★ ابونعیم نے کہا: ہمیں حدیث بیان کی ابواحمد الحاکم نے، ان کو ابن خزیمہ نے، ان کو عمران بن موسیٰ نے، ان کو عبد الوارث نے، ان کو محمد بن جحادہ نے، وہ نعیم بن ابی ہند سے روایت کرتے ہیں، وہ ابوحازم سے اور وہ حسین بن خارجہ اُشجعی سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: ''جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو مجھے صورت حال کچھ سمجھ میں نہ آتی تھی (کہ متحارب جماعتوں میں سے کس کا ساتھ دوں) میں نے دعا کی کہ یااللہ مجھے حق کا معاملہ اس طرح دکھا دے کہ میں اس پر جم سکوں۔ تبھی میں نے نیند میں دیکھا کہ دنیا اور آخرت کے درمیان ایک دیوار ہے، پھر وہ گر جاتی ہے اور وہاں کچھ لوگ ہیں جو کہتے ہیں ہم فرشتے ہیں۔ میں نے پوچھا شہدا کہاں ہیں؟ انھوں نے کہا درجات پر چڑھتے جاؤ۔ میں ایک کے بعد دوسرے درجے پر چڑھتا گیا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہما وسلم کی بارگاہ میں جا پہنچا۔ دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہہ رہے ہیں: میری امت کے لیے دعائے مغفرت فرما دیجیے۔ حضرت ابراہیم کہتے ہیں: تم جانتے نہیں کہ انھوں نے تمھارے بعد کیا کیا نئی باتیں نکال لیں؟ انھوں نے آپس میں ایک دوسرے کا خون بہایا اور اپنے امام کو (ناحق) قتل کیا۔ انھوں نے ویسا کیوں نہ کیا جیسا کہ میرے خلیل سعد نے کیا؟ حسین بن خارجہ کہتے ہیں: (جب میں جاگا تو) میں نے کہا میں نے (واضح) خواب دیکھ لیا ہے، لہٰذا میں حضرت سعد بن ابی وقاص کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو سارا قصہ سنایا۔ وہ [اس پر] بے تحاشا خوش ہوئے اور کہنے لگے: ناکام ہوئے وہ لوگ جن کو ابراہیم علیہ السلام جیسے خلیل نہ ملے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کس پارٹی کے ساتھ ہیں؟ فرمانے لگے: میں کسی کے ساتھ نہیں ہوں۔ میں نے عرض کیا: مجھے کیا حکم فرمائیں گے؟ فرمایا: تمھارے پاس بکریاں ہیں؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: بکریاں خریدلو اور (جنگل میں) ان کے ساتھ رہو یہاں تک کہ معاملات واضح ہو جائیں۔(۱)

★ ابومعاویہ روایت کرتے ہیں امام اعمش سے اور وہ زید بن وہب سے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو پیغام بھیج کر (کوفہ سے) مدینہ منورہ آنے کا حکم دیا تو (کوفہ کے) لوگ آپ کے پاس اکٹھے ہوکر آئے اور کہنے لگے: آپ یہیں ٹھہرے رہیے اور مت جایئے، اگر دارالخلافت سے آپ کے خلاف کوئی عتاب ہوا تو ہم آپ کا دفاع کریں گے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کو (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو) مجھ پر حقِ اطاعت حاصل ہے۔ (آئندہ زمانوں میں) عنقریب بہت سے (ناپسندیدہ) معاملات اور فتنے ہوں گے میں ان کا افتتاح کرنے والا نہیں بننا چاہتا۔ اس پر لوگ واپس چلے گئے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ چلے آئے۔(۲)

★ عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا، میرے والد (حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ) نے رات کو نفل نماز پڑھی اور دعا میں کہنے لگے: ''اے اللہ مجھے اس فتنے سے ایسے ہی بچا لیجیے جیسے آپ نے ہمیشہ اپنے نیک بندوں کو بچایا ہے''۔ اس کے بعد وہ گھر سے نہیں نکلے، اور صبح کو ان کا جنازہ ہی باہر آیا۔ (۳)

★ سفیان بن عیینہ نے عمر بن نافع سے، انھوں نے اپنے والد امام نافع سے اور انھوں نے اپنے مولا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی، فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے پیغام بھیجا کہ: اے ابو عبد الرحمٰن! اہل شام آپ کی بات مانتے ہیں، آپ ان کی طرف جائیے میں آپ کو ان کا امیر بناتا ہوں۔ میں نے عرض کیا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری رشتہ داری اور ان کے ساتھ گذرے ہوئے وقت کو ہی یاد فرما کر مجھے معزول رکھیے۔ سیدنا علی نے قبول نہ کیا۔ میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے سفارش کرائی، حضرت علی پھر بھی نہ مانے۔ میں ایک رات چپکے سے مکہ مکرمہ کی طرف نکل گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ وہ شام کی طرف گئے ہیں۔ حضرت نے میرے پیچھے (میرا ساتھی بنا کر) لوگوں کو بھیجا۔ وہ لوگ مربد تک پہنچ گئے (مگر جب مجھے نہ پا سکے تو تیز رفتاری کے لیے) اپنے اونٹوں کو عمامے کی لگام ڈالی کہ مجھے کسی طرح پالیں۔ کہتے ہیں کہ تب سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے پیغام بھیجا کہ وہ شام نہیں گئے بلکہ مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت کر گئے ہیں۔ اس پر سیدنا علی خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ (۴)

★ عبد اللہ بن عبید بن عمیر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: (قتل عثمان کے بعد) اس فتنے میں ہماری مثال اس قوم جیسی ہے جو ایک جانے پہچانے راستے پر گامزن تھی کہ اچانک ان پر ایک گہرا بادل ایسا آیا کہ سب اندھیرا کر دیا۔ پھر کچھ لوگ دائیں گئے اور کچھ بائیں پس سب راستہ کھو بیٹھے، ہم وہیں رکے رہے جہاں ہم پر اندھیرا چھایا تھا، یہاں تک کہ اللہ کے حکم سے وہ بادل چھٹ گیا، تب ہم نے اپنے اسی پہلے راستے کو دیکھا اور اس کو پہچان لیا۔ یہ جو قریش کے نوجوان لڑکے اس حکومت اور اس دنیا کی خاطر آپس میں لڑتے جھگڑتے پھرتے ہیں، مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ میری ان دو پرانی جوتیوں کے بدلے میں ہی وہ کچھ مجھے مل جائے جس کی خاطر یہ ایک دوسرے کا خون کرنے پر آمادہ ہیں۔ (۵)

★ سلاّم بن مسکین سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو لوگوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ لوگوں کے سردار ہیں اور سردار کے صاحبزادے ہیں، آپ باہر نکلیے لوگ آپ کی بیعت کریں گے۔ حضرت نے فرمایا: اگر میرے بس میں ہو تو میں اپنے آپ کی خاطر ایک چلو خون بھی نہیں بہانا چاہتا۔ لوگوں نے کہا: آپ کو باہر نکلنا ہی پڑے گا ورنہ آپ کو آپ کے بستر میں بھی قتل کیا جا سکتا ہے۔ (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح فتنہ پرور لوگ آپ کو گھر میں بھی تو چین نہ لینے دیں گے) حضرت نے اپنی وہی بات دوبارہ دہرا دی۔ حضرت حسن بصری کہتے ہیں کہ لوگوں نے انھیں لالچ بھی دلائے اور

خوف بھی، نگران سے اپنی مرضی کی کوئی بات نہ کروا سکے۔(۶)

★ امام ذہبی حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے حالات زندگی میں لکھتے ہیں: حضرت معاویہ نے اپنے پیچھے ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی چھوڑی جوان سے شدید محبت کرتے تھے اور انھیں باقی صحابہ سے افضل مانتے تھے۔ یا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی شرافت، اپنے تحمّل و برداشت اور اپنے عطایا سے انھیں اپنا بنالیا تھا، یا پھر وہ شام میں حضرت کی محبت (کے ماحول) میں ہی پیدا ہوئے تھے اور پھر ان کی اولادوں نے اسی پر پرورش پائی، اس قسم کے لوگوں میں صحابہ کی ایک معمولی جماعت، اور تابعین وفضلاء کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ انھی میں وہ لوگ بھی تھے جوان کے ساتھ مل کر اہلِ عراق کے خلاف مصروفِ قتال ہوئے اور ''ناصبیت'' تک بھی جا پہنچے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے خواہش پرستی سے پناہ مانگتے ہیں۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر اور آپ کی رعایا میں بھی– خوارج کے سوا– آپ کی محبت، آپ کا ساتھ دینے اور آپ کے مخالفین سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کرنے کے نظریے پر بھی ایک بڑی تعداد میں لوگ موجود تھے۔ انھی میں سے جنھوں نے غلو کیا وہ ''تشیّع'' تک جا پہنچے۔

اب خدالگتی کہیے کہ اس شخص کا کیا قصور ہے جو ایسے خطے میں پیدا ہوا جہاں اسے صرف وہی لوگ نظر آئے جو یا تو محبّت میں غالی تھے یا نفرت میں حد سے بڑھے ہوئے؟ اب ایسے شخص کو انصاف واعتدال کی نظر کہاں سے ملتی؟ ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اس بات پر کہ اس نے ہمیں اس زمانے میں پیدا کیا جب حق بذات خود واضح ہے۔ دونوں جماعتوں کا موقف اور اس کی مضبوطی سامنے آچکی ہے، اور ہم دونوں گروہوں کی دلیل کی بنیاد سے آگاہ ہو کر غور وفکر کرتے ہیں، پس ہم دونوں کو معذور جانتے ہیں، دونوں کے درجات کی بلندی کی دعا کرتے ہیں، دونوں سے غلو اور افراط تفریط کے بغیر محبت کرتے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین کے لیے ہم دعائے رحمت کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ آپ کے مخالفین کے پاس یا تو ایسی اجتہادی تاویل تھی جو کسی نہ کسی درجے میں بہر حال قابلِ قبول تھی یا پھر ان میں کچھ لوگوں سے ایسی ہی خطا ہوئی جس کی مغفرت ان شاء اللہ ہو جائے گی۔ اور ہم وہی کہتے ہیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ نے سکھایا: **ربّنا اغفر لنا ولإخواننا الـذيـن سبـقـونـا بالإيمان، ولا تجعل في قلوبنا غلًّا للّذين آمنوا** ۔(اے ہمارے رب ہماری مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ایمان کے ساتھ ہم سے پہلے چلے گئے، اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لیے کوئی چھپی ہوئی ناراضی نہ رکھ [سورۃ الحشر: آیت 10])۔ اسی طرح ہم ان لوگوں کے لیے بھی اللہ کی رضا کی دعا کرتے ہیں جو دونوں جماعتوں سے علیحدہ ہو گئے، جیسا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت محمد بن مسلمہ اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہم اجمعین۔

مگر ہم خوارج سے اپنے آپ کو علیحدہ سمجھتے اور ان سے اعلانِ برأت کرتے ہیں، جنھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محاربہ کیا، دونوں جماعتوں کو کافر ٹھہرایا اور دین سے نکل گئے۔ پس یہ خوارج آگ کے کتے ہیں جن کا دین سے کچھ تعلق نہیں۔ گو ہم ان کے ہمیشہ ہمیشہ کے جہنمی ہونے کو بھی بالیقین نہیں کہتے جیسا کہ ہمیں اس بات کا بت پرستوں اور

صلیب پوجنے والوں کے لیے یقین ہے۔(۷)

★ عمرو بن مرّہ امام شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام مسروق رحمہ اللہ سے جب کبھی پوچھا جاتا تھا: کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ (سے اتنی محبّت کے باوجود) ان کی جنگوں میں ان کا ساتھ کیوں نہ دیا؟ تو وہ فرماتے: تمھاری کیا رائے ہے کہ اگر تم لوگ آپس میں جنگ کرنے کے لیے صفیں باندھے کھڑے ہو اور اسی اثنا میں ایک فرشتہ نازل ہو کر تم سے یہ کہے: ''ولا تقتلوا أنفسکم، إنّ اللہ کان بکم رحیما'' [آپس میں جنگ کر کے] اپنے آپ کو قتل مت کرو، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں گے [سورۃ النساء: آیت 22] تو کیا اس فرشتے کی بات سن کر تم لوگ جنگ سے رک جاؤ گے؟ لوگ کہتے کہ جی ہاں۔ امام مسروق رحمہ اللہ فرماتے: اللہ کی قسم ایک معزز فرشتہ یہی آیت لے کر تمھارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام پر نازل ہو چکا ہے، اور یہ آیت محکم ہے اس میں سے کچھ منسوخ نہیں ہوا۔(۸)

★ ابو عقیل بشیر بن عقبہ کہتے ہیں میں نے یزید بن شخیر سے کہا: جس وقت لوگوں نے جنگ کی اس وقت حضرت امام مطرّف رحمہ اللہ (کبار تابعین میں سے ایک) نے کیا کِیا؟ یزید نے کہا: وہ اپنے گھر کے سب سے اندر والے کمرے میں بیٹھے رہے، اور فتنے کے ایام میں جمعہ جماعت بھی ترک کر دی یہاں تک کہ معاملات واضح ہو گئے۔(۹)

★ امام ایوب سختیانی فرماتے ہیں حضرت مطرّف رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر میں اعتماد اور بھروسے کے ساتھ اپنے گھر میں بیٹھا رہوں تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ مجھے دھوکے میں آ کر جہاد کا ثواب ڈھونڈتا پھروں۔(۱۰)

★ حمید بن ہلال کہتے ہیں کہ حروریہ (خوارج) حضرت مطرّف بن عبداللہ بن الشخیر رحمہ اللہ کے پاس آئے اور انھیں اپنی رائے اختیار کرنے کی دعوت دی تو حضرت نے فرمایا: صاحبو! اگر میری دو جانیں ہوتیں تو میں ایک سے تمھاری بیعت کر لیتا اور ایک بچا لیتا۔ اگر جو تم کہتے ہو وہی ہدایت نکلتی تو دوسری جان بھی اس کے پیچھے چلی آتی، اور اگر تمھاری بات آگے چل کر گمراہی ثابت ہوتی تو چلو میری ایک جان ہلاک ہوتی اور ایک میرے پاس بچ جاتی۔ مگر اب میری ایک ہی جان ہے میں اس کو جوئے پر نہیں لگانا چاہتا۔(۱۱)

﴿حواشی﴾

(۱) سیر اعلام النبلاء: ج:۱ص:۱۲۰۔(۲) سیر اعلام النبلاء: ج:۱ص:۴۸۹۔(۳) سیر اعلام النبلاء، ج:۲ص:۳۳۵۔(۴) ایضاً۔(۵) سیر اعلام النبلاء، ج:۳ص:۲۳۷۔(۶) سیر اعلام النبلاء، ج:۳ص:۲۳۹۔(۷) سیر اعلام النبلاء، ج:۳ص:۱۲۸۔ امام ذہبی کا یہ کلام سنہری لفظوں سے لکھنے کے قابل ہے اور اس میں ہر دور کے مسلمانوں کے مابین واقع ہونے والے اختلافات میں صحیح طرزِ عمل اختیار کرنے کے لیے واضح اور درست رہنمائی موجود ہے۔(۸) سیر اعلام النبلاء، ج:۴ص:۶۸۔(۹) سیر اعلام النبلاء، ج:۴ص:۱۹۱۔(۱۰) ایضاً۔(۱۱) سیر اعلام النبلاء، ج:۴ص:۱۹۵۔

☆......☆......☆

''نہیں پیٹ بھرتا بے صبری زمین کا''

حبیب الرحمٰن بٹالوی

''حضراتِ گرامی! میّت کے ورثا کا کہنا ہے کہ اگر کسی نے مرحوم سے کوئی قرض وغیرہ لینا ہو تو وہ اُن سے رابطہ کر سکتا ہے۔ زندگی میں آدمی سے کمی، کوتاہی ہو جاتی ہے۔ اگر مرحوم کے بارے میں کسی رشتے دار یا غیر رشتے دار کے دل میں کوئی رنجش یا ناراضگی ہو تو درخواست ہے کہ وہ انھیں اللہ کے واسطے معاف کر دے۔ مرحوم بہت اچھے آدمی تھے۔

ایک جنازہ جا رہا تھا۔ لوگ کہہ رہے تھے: ''مرنے والا بہت نیک آدمی تھا۔ بہت اچھا آدمی تھا''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس پر جنت واجب ہوگئی''۔ ایک اور جنازے پر ایک صحابی سے کسی نے پوچھا، یہ کس کا جنازہ ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ''میرا''۔ اور اگر تمھاری دل آزاری نہ ہو تو میرا اور تمھارا کہ کل کو لوگ اسی طرح میرا اور تمھارا جنازہ اٹھائے لیے جا رہے ہوں گے۔ اور مساجد سے ہماری موت کا اعلان ہو رہا ہوگا۔

عزیزانِ محترم! جنازہ درحقیقت مرنے والے کے لیے ایک دعا ہے اور اکثر کو وہ دعا نہیں آتی۔ ہم مرحوم کے لواحقین کو یہ ظاہر کرنے کے لیے آ جاتے ہیں کہ ہم بھی جنازے پر آئے ہوئے ہیں۔ مگر جنازے کا جو اصل مقصد ہے وہ ہمارے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ جنازے میں پڑھنے والی دعا نہیں آتی۔ جنازہ ایک فرض کفایہ ہے۔ اگر کچھ لوگ مرنے والے کا جنازہ پڑھ لیں گے تو سب کی طرف سے کافی ہو جائے گا مگر پانچ وقت کی نماز ہر ایک پر فرض ہے۔ افسوس! ہم اس کی فکر نہیں کرتے۔ ریا کاری، دکھاوے کے لیے جنازے پر آ جاتے ہیں مگر نماز نہیں پڑھتے۔ ہمیں اس طرف بھی توجہ دینی چاہیے''۔

یہ ہیں وہ الفاظ جو ہمارے ایک دوست (شیخ ابوذر) کے والد محترم کا جنازہ پڑھانے سے پہلے، امام صاحب نے ادا کیے۔

قارئین! یہ دنیا فانی ہے۔ اس کے ہر مکان پر فنا کی تختی لگی ہوئی ہے۔ جو چیز بنی ہے، اس نے بگڑنا ہے۔ جو بھی یہاں آیا ہے اُس نے جانا ہے۔

کوئی بھی یہاں نہ ٹھہرا ہے
ہر جا موت کا پہرا ہے
یہ دنیا پلک بسیرا ہے
یہاں جوگیوں والا پھیرا ہے

ذرا قبرستان کی طرف گردن گھما کے دیکھو، کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے۔

نہ دارا رہا نہ سکندر رہا!

مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے
نہیں پیٹ بھرتا بے صبری زمیں کا
ہضم کر گئی نوجواں کیسے کیسے

اور سب سے زیادہ تعجب کی بات یہی ہے کہ ہم روز دوسروں کو مرتے ہوئے دیکھتے ہیں مگر زندگی اس طرح بسر کرتے ہیں جیسے خود کبھی نہیں مریں گے۔ جب کہ موت ہر ایک کے سر پر منڈلا رہی ہے پتا نہیں کب آ کے دبوچ لے۔

کلبۂ افلاس میں ، دولت کے کاشانے میں موت
دشت و در میں ، بحر میں ، گلشن میں ، ویرانے میں موت
موت ہے ہنگامہ آرا قلزم خاموش میں
ڈوب جاتے ہیں سفینے موج کی آغوش میں
نے مجال شکوہ ہے نہ طاقتِ گفتار ہے
زندگانی کیا ہے؟ اک طوقِ گلو افشار ہے

ہمیں ہر آن اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے، اُس سے آسانیاں مانگتے رہنا چاہیے، وہ ہر چیز پر قادر ہے کہ زندگی اگر مشکل ہے تو موت اُس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ یہ زندگی موت کی امانت ہے جس کی کوئی تیاری نہیں۔ بہت کٹھن مرحلہ ہے۔ ہم عارضی دنیا کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ یہ دنیا تو چند روز کا کھیل تماشا ہے۔ ایک بزرگ سے ایک راہگیر نے پوچھا کہ یہاں قریب کوئی آبادی ہے؟ اُس نے قبرستان کی طرف اشارہ کر کے کہا اس طرف مستقل آبادی ہے۔ ہمیں جس کا خیال نہیں۔ عمر کا پیمانہ لبریز ہو رہا ہے۔ وقت بڑی تیزی سے گزر رہا ہے، ہم اپنی قبر کی طرف کھنچے چلے جا رہے ہیں۔ اور:

یہ آدمی کا جسم کیا ہے؟ جس پہ شیدا ہے جہاں
ایک مٹی کی عمارت، ایک مٹی کا مکاں
خون کا گارا بنا اور اینٹ اس میں ہڈیاں
چند سانسوں پہ کھڑا ہے یہ خیالی آسماں
موت کی پُرزور آندھی جس گھڑی ٹکرائے گی
دیکھ لینا یہ عمارت خاک میں مل جائے گی

☆......☆......☆

اگر قادیانیوں کو پاکستانی آئین میں کافر نہ قرار دیا جاتا تو؟

مولانا محمد مغیرہ ☆

پاکستان مسلمانوں کا ملک ہے کہ اس میں اکثر آبادی مسلمان قوم کی ہے اگر چہ اس مملکت کا طرز حکومت اسلامی نہیں جمہوری ہے۔ گو کہ اس مملکت کو معرضِ وجود میں آئے تقریباً ستر (۷۰) سال بیت چکے ہیں تاہم ابھی تک بجا طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ زمین پر ایک نئی مملکت وجود میں آئی ہے۔

مملکت کو چلانے والے اداروں میں ایک اہم ادارہ مقننہ ہے جس میں سینیٹ اور قومی اسمبلی کے دو ایوان ہیں۔ ان ایوانوں کے ممبران انتخابی عمل سے گزر کر ان کے رکن بنتے ہیں۔

انھی ایوانوں کے ممبران کی اکثریت (دو تہائی) جو قانون اسمبلی میں پاس کر دے وہ ملک کا قانون کہلاتا ہے اور پورے ملک کو اسی کے مطابق چلایا جاتا ہے۔

وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی اسمبلی سے پہلے مملکت پاکستان میں شراب پینا قانوناً جائز تھا اور اس کی خرید و فروخت کھلم کھلا ہوا کرتی تھی۔ (گو کہ پینے والے ہی پیتے تھے)۔ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی اسمبلی نے قانون سازی کی تو شراب سے متعلق بھی غور و خوض کیا گیا اور ارکانِ اسمبلی نے متفقہ طور پر مملکت پاکستان میں شراب پینا اور خریدنا بیچنا قانوناً جرم قرار دیا، جب کہ غیر مسلم اقوام کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ پھر بعد میں شراب یا کسی قسم کا نشہ کرنے والے کے لیے سزا بھی مقرر کر دی گئی۔

جب تک قانون ساز ادارے قومی اسمبلی نے شراب کی خرید و فروخت اور پینے پلانے کو ممنوع قرار نہیں دیا تھا اس وقت تک مملکت پاکستان میں نہ اس کی خرید و فروخت منع تھی، نہ اس کا پینا پلانا جرم تھا اور نہ ہی شراب پینے والے پر کوئی سزا تھی، مگر جب قومی اسمبلی کے ممبران نے اس کو ممنوع قرار دیا تو پھر قانون بن گیا کہ اب مملکت پاکستان کے کسی حصہ میں اگر کوئی مسلمان شراب پیتے ہوئے پکڑا گیا تو حوالہ پولیس ہوگا۔ لیکن اس بات کو بھی ملحوظ رکھیں کہ شریعتِ اسلامیہ میں مسلمانوں کے لیے چودہ صدی پہلے سے ہی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم چلا آ رہا ہے کہ شراب کی خرید و فروخت اور اس کا پینا حرام ہے۔ شراب پینے والے کے لیے شریعت اسلامیہ میں سزا اور حد بھی مقرر ہے اگر قانون پاکستان میں شراب پینا جرم نہ بھی ہوتا تو بھی شراب مسلمانوں کے لیے حرام ہی تھی۔ اب اگر پاکستان کے قانون ساز ادارہ قومی اسمبلی نے باضابطہ شراب کے ممنوع ہونے، اس کی خرید و فروخت اور پینے پلانے کو جرم قرار دیا ہے تو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ قومی اسمبلی کے ممبران کو کیا حق ہے کہ وہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دے۔ کیونکہ شراب کا حرام ہونا اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ہے اور قومی اسمبلی کے ممبران نے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ہی مملکت پاکستان کے قانون کا حصہ قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ذہن میں رہے کہ سودی لین دین شریعتِ اسلامیہ میں نہ صرف حرام ہے بلکہ

☆ مرکزی مبلغ مجلس احرار اسلام پاکستان، خطیب جامع مسجد احرار چناب نگر (ربوہ)

سودی لین دین کرنا اللہ تعالیٰ سے جنگ کرنے کے مترادف ہے، مگر مملکت پاکستان میں ابھی تک سودی کاروبار برابر جاری ہے۔ سودی کاروبار کرنے والے کو کوئی سزا دینا تو درکنار، حکومت پاکستان بذاتِ خود سود خواری کے اڈّوں کو تحفظ فراہم کرتی ہے۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ چونکہ مملکت پاکستان کا قانون اسلامی نہیں بلکہ جمہوری اور پارلیمانی ہے اور پارلیمان نے ابھی تک اس کو ممنوع قرار نہیں دیا اس لیے سودی کاروبار برابر جاری ہے اگرچہ شریعت اسلامیہ میں سودی لین دین حرام ہے۔ چونکہ قومی اسمبلی نے سودی کاروبار کو ممنوع قرار نہیں دیا اس کا مطلب یہ نہیں لیا جا سکتا ہے کہ سود حرام نہیں ہے بلکہ جو شخص بھی مسلمان ہے اس کو سود لینا، دینا حرام ہے۔ کیونکہ کسی چیز کے حرام یا حلال ہونے کا تعلق اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے ساتھ ہے۔ اسی طرح کسی شخص کا مسلمان ہونا یا کافر ہونا اس کا تعلق بھی کسی ملک کے قانون کے ساتھ نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو دینِ اسلام کو قبول کرے اور پھر ضروریاتِ دین میں سے کسی بات کا انکار نہ کرے وہ مسلمان ہے اور اگر کوئی تمام ضروریاتِ اسلام یا ضروریاتِ اسلام میں سے کسی ایک کا انکار کرتا ہے تو وہ کافر ہے، دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کسی ملک کا قانون اسے کافر کہے یا نہ کہے۔ جیسے عیسائی، یہودی، ہندو وغیرہ۔ یہ قومیں تقریباً تمام ضروریاتِ اسلام کی انکاری ہیں تو مسلمانوں کے ہاں یہ قومیں کافر ٹھہریں گی۔

اور اگر کوئی شخص اسلام کا کلمہ پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے مگر ضروریاتِ اسلام میں سے کسی ایک کا انکار کرتا ہے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کسی ایک صفت کا انکار، اگر باقی سارے دین کو مانتا ہے مگر مسلمانوں کے ہاں وہ کافر ہی ہوگا۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے آخری نبی و رسول حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا نبی و رسول مانتا ہے مگر کسی ایک صفت کا انکاری ہے تو وہ بھی اہلِ اسلام کے ہاں کافر ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جیسے اللہ تعالیٰ کے نبی و رسول ہیں ایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے آخری نبی و رسول ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی و رسول ہونے پر قرآن مجید کی ایک سو آیات بینات اور دو سو احادیث رسول پر مشتمل دلائل و براہین قاطعہ کا ذخیرہ مسلمانوں کے پاس موجود ہے، جس کی روشنی میں مسلمانوں کا یہ واضح عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی و رسول ہیں اور آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی و رسول مبعوث نہیں ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا صریح کفر ہے اور اس کفر کی تائید کرنے والا یعنی اس کی نبوت کو سچا مان کر اس کی پیروی کرنے والا بھی کافر ہے اور یہ اتنا بڑا کفر ہے کہ اس کے جواب میں امّت مسلمہ کے ردِّ عمل کا شدید ہونا نہایت فطری ہے۔

چنانچہ ہم تاریخ میں دیکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی دو شخصوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ ایک اسود عنسی، دوسرا مسیلمہ کذاب۔ اسود عنسی کو دعویٰ نبوت کرنے کی پاداش میں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود رحمۃ للعالمین ہونے کے اپنے ایک صحابی فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو چند صحابہ رضی اللہ عنہم کی معیت میں اس کے قتل کرنے کا حکم تفویض کیا، جو اس کے قتل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اسود عنسی کے قتل کی خبر (ایک روایت کے مطابق) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہونے سے ایک دن قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی پہنچ گئی جب کہ مسیلمہ کذاب کو دعویٰ نبوت کرنے پر ایک بڑی جنگ

کے ذریعہ کیفرِ کردار تک پہنچایا گیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کا بھاری نقصان بھی ہوا (تقریباً بارہ سو صحابہ شہید ہوئے جن میں سات سو حفاظ تھے)، مگر جب تک مسیلمہ فی النار نہیں ہوا اہلِ اسلام نے سکون نہیں لیا حالانکہ مسیلمہ کذاب اپنی نبوت کے دعوے کے ساتھ حضور علیہ اسلام کی نبوت و رسالت کی تصدیق بھی کرتا تھا، صرف حضور علیہ السلام کی نبوت و رسالت کی تصدیق کو کافی نہ سمجھا گیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے کے باعث صرف کافر ہی نہیں بلکہ مرتد سمجھ کر قتل کر دیا گیا۔ اور اسی مؤقف پر دورِ نبوی سے تا امروز مسلمانوں کے تمام طبقات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، مفسرین، محدثین، اولیاء، صوفیاء، علماء و مفتیانِ اُمّت سب متفق چلے آ رہے ہیں۔

ہر زمانہ کے علماء اپنے بعد آنے والے اُمّتِ محمدیہ کے افراد تک تسلسل اور تواتر کے ساتھ اس مؤقف اور عقیدہ کو پہنچانے کا فریضہ کمالِ احتیاط کے ساتھ سرانجام دیتے رہے۔ اسی تسلسل اور تواتر کی ایک کڑی ہے جس کو فتاویٰ عالمگیری جلد ۳، ص: ۲۶۳ پر مسلمانوں کے مؤقف اور عقیدہ کا اظہار کرتے ہوئے بڑے واضح اور کھلے لفظوں میں ذکر کیا گیا ہے کہ:

''اذ لم یعرف الرجل ان محمدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم و لو قال انا رسول اللّٰہ او قال بالفارسیة من پیغبرم بر ید من پیغام می برم یکفر''

ترجمہ: اگر کوئی کہے میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی میں کہے میں پیغمبر ہوں اور مراد ہو کے میں پیغام پہنچاتا ہوں (تب بھی) وہ کافر ہو جاتا ہے۔

اور اسی طرح اُمّتِ محمدیہ کے معروف عالم اور محدث ملا علی قاریؒ اُمّتِ محمدیہ کے اس عقیدہ اور مؤقف کے تواتر کی ترجمانی کرتے ہوئے شرح فقہ اکبر کے صفحہ ۲۰۲ پر یوں تحریر فرماتے ہیں:

''دعوی النبوۃ بعد نبینا ﷺ کفر بالإجماع''

ترجمہ: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔

قرآن و حدیث کے دیے ہوئے اس مؤقف کو آج تک مسلمان اپنائے ہوئے اور سنبھالے ہوئے ہیں اگر کوئی طالبِ علم فکرِ آخرت کو سامنے رکھ کر اس مسئلہ کی سیر حاصل معلومات سے آنکھیں ٹھنڈی کرنا چاہتا ہو، تو اسے کم از کم مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کی کتاب ختمِ نبوّت کامل کو پڑھنا چاہیے۔ اس کتابِ لاجواب میں قرآن مجید کی ایک سو آیات، دو سو احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فرامین، تابعین، تبع تابعین، مفسرین و محدثین، ائمہ مجتہدین، متکلمین، صوفیاءِ دین کے تمام طبقات کے فرامین و فتاویٰ جات جمع کیے گئے ہیں کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی و رسول ہیں اور آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی و رسول مبعوث نہیں ہوگا اور جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرے گا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہوگا۔ (خبردار) مسلمانوں کے ہاں دعویٰ نبوت تو بہت دور کی بات ہے اگر کسی نے دعویٰ نبوت کرنے والے سے اس کی نبوت کی دلیل مانگی وہ بھی کفر کی وادی میں جا گرا کہ اس شخص میں اتنی ایمانی کمزوری کیسے آئی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعیٔ نبوت سے دلیل مانگ رہا ہے۔

ختمِ نبوّت اور قادیانی پارٹی:

دعویٰ نبوت کرنے سے پہلے مرزا قادیانی بھی اس مسئلہ میں یہی عقیدہ رکھتا تھا۔

مثلاً: مرزا قادیانی کی تحریر ہے:

(۱) میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے، ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رُو سے مُسلَّمُ الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں اور میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی۔ (مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل، ص: ۲۳۰۔۲۳۱)

(۲) خدا تعالیٰ جانتا ہے میں مسلمان ہوں اور ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہل سنت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں اور میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ (روحانی خزائن، جلد: ۴، ص: ۳۱۳)

ان مذکورہ دونوں عبارتوں کو ایک بار پھر پڑھیں۔ پہلی عبارت میں مرزا قادیانی نے لکھا کہ ''حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں''۔ جب کہ دوسری عبارت میں مرزا قادیانی نے اس بات کا اظہار کیا کہ ''میں نبوّت کا مدعی نہیں بلکہ مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں''۔

یہی وہ موٴقف اور عقیدہ ہے جس پر تمام اُمّتِ مسلمہ متفق و متحد چلی آ رہی ہے کہ حضور علیہ السلام اللہ کے آخری نبی و رسول ہیں اور آپ کے بعد کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرنے والا کاذب، کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور جب تک مرزا قادیانی بھی مسلمانوں کی صفوں میں رہا وہ بھی اس کا اقراری رہا۔ اس سے کم از کم یہ بات ثابت ہوئی کہ ختم نبوّت کا جو عقیدہ اور موٴقف اُمّتِ محمدیہ کے تواتر کے ساتھ چلا آ رہا ہے یہ عقیدہ اور موٴقف آج کی اختراع نہیں ہے۔ چنانچہ اسی عقیدہ اور موٴقف پر آج بھی مسلمان ثابت قدم ہیں کہ جو بھی دعویٰ نبوت کرے گا اس کے بارے میں لازمی طور پر یہی یقین رکھا جائے گا کہ وہ کاذب اور کافر و دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اب رہی یہ بات کہ آیا مرزا قادیانی نے نبوّت کا دعویٰ کیا تھا؟ اور اگر مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو کیا نبوت کا دعویٰ کرنے کے بعد بھی وہ مسلمان رہا یا کافر ٹھہرا۔ قارئین محترم مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت اس کی کتابوں سے ہم پیش کر دیتے ہیں کہ وہ کیسے دینِ اسلام کی واضح اور صریح تعلیمات سے انحراف کرتا اور اپنے آپ کو مسلمانوں کی صفوں سے نکال باہر کرتا نظر آ رہا ہے۔ مرزا قادیانی کی اپنی تحریریں پڑھیں اور پڑھنے کے بعد اگر یقین نہ آئے تو کسی عالم کے پاس جائیں جس کے پاس مرزا قادیانی کی کتب ہوں، ورق الٹیں۔ مندرجہ صفحات پر آپ کو یہ عبارتیں ملیں گی۔

(۱) میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ (روحانی خزائن، ج: ۲۲، ص: ۵۰۳)

(۲) میرے پاس آئیل آیا اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا

وعدہ آ گیا (پھر حاشیہ میں آئیل کی وضاحت اس طرح کی کہ) اس جگہ آئیل خدا تعالیٰ نے جبریل کا نام رکھا ہے، اس لیے بار بار رجوع کرتا ہے۔ (روحانی خزائن، ج:۲۲،ص:۱۰۶)

(۳) مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔ (روحانی خزائن، ج:۲۲،ص:۱۵۳۔۱۵۴)

(۴) سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا۔ (روحانی خزائن، ج:۱۸،ص:۲۳۱)

(۵) **محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم.** اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ (روحانی خزائن، ج:۱۸،ص:۲۰۷)

(۶) ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل کر سکے، وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہے کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے، اس لیے باوجود اہلِ حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا، حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں، نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہوسکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بہت تصریح اور توضیح کے ساتھ یہ الفاظ موجود ہیں۔ (روحانی خزائن، ج:۱۸،ص:۲۰۶)

قارئین محترم! ان مذکورہ حوالہ جات میں مرزا قادیانی نے اپنے پاس جبریل کے آنے اور وحی لانے، صریح طور پر نبی کا خطاب ملنے، محمد نام رکھے جانے اور رسول ہونے، رسول نام سے پکارے جانے کا دعویٰ کیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ کس قسم کی نبوت و رسالت کا دعویٰ ہے، اس بات کی وضاحت کے لیے قارئین مرزا قادیانی کے بیٹے اور مرزائیت کے پہلے فرقے (قادیانی گروہ) کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کی تحریر ملاحظہ کریں جس میں مرزا قادیانی کی نبوت و رسالت کا مقام و مرتبہ یوں پیش کیا گیا ہے کہ:

''ہر ایک شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے''۔ (کلمۃ الفصل،ص:۱۱۰)

قارئین محترم! مرزا بشیر الدین محمود احمد کی مندرجہ بالا تحریر سے یہ واضح ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت

کسی چھوٹی یا کم درجہ کی نبوت ورسالت کا دعویٰ نہیں بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت و رسالت کے ہم پلہ نبوت و رسالت کا دعویٰ ہے، کیونکہ مرزا محمود کے بقول ان محترم بزرگ انبیاء علیہم السلام کا انکار کفر ہے ایسے ہی مرزا غلام احمد قادیانی کا انکار کفر ہے۔

قارئین محترم! دونوں باتیں آپ کے سامنے واضح طور پر آ گئیں کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلمانوں کا عقیدہ اور مؤقف ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی و رسول مبعوث نہیں ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی دعویٰ نبوّت و رسالت کرے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ جبکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت و رسالت آپ کے سامنے باحوالہ پیش کر دیا گیا۔ اب اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کی اعتقادی حیثیت کے بارے میں امت مسلمہ کے اجماعی موقف کے بارے میں کوئی ابہام باقی نہیں رہ جاتا۔ دعوائے نبوّت کی وجہ سے مسیلمہ کذاب، اسود عنسی جیسے مدّعیان نبوت کا جو مقام ہماری تاریخ کے ڈیڑھ ہزار برس میں رہا ہے، مرزا قادیانی کی حیثیت بھی من وعن وہی ہوگی۔

جب تک اسلامی حکومتیں رہیں یا یہ کہ شعائرِ اسلام کے تقدس کی حفاظت ملکی قانون کا فریضہ رہا، ہر ایسا شخص جو دعوائے نبوّت کرے، خدا اور رسول کے حکم کے مطابق اس کو کافر و مرتد قرار دیا جاتا تھا اور حکومت اس پر ارتداد کی شرعی حیثیت نافذ کر دیتی تھی۔ جہاں اسلامی حکومتیں نہیں یا شعائرِ اسلام کے تقدس کا کوئی ملکی قانون نہیں، ایسے ماحول میں کسی بھی مدعی نبوّت کو کم از کم علی الاعلان کافر قرار دیا جاتا رہا تا کہ عام آدمی کسی دھوکہ میں نہ آئے اور ”الدین النصیحہ“ کے تناظر میں ایسے شخص کے کفر کو پوری سرگرمی کے ساتھ اس قدر وضاحت سے بیان جاتا رہا ہے کہ ہر عامی و خاص تک آوازِ حق پہنچ جائے۔

مرزا قادیانی نے نبوّت کا دعویٰ کیا تو ہندوستان میں انگریز کی حکومت تھی، جو ہر اعتبار سے مرزا قادیانی کی سرپرستی کرتی رہی۔ جب پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو جب تک شعائرِ اسلام کے تقدس کی حفاظت کا قانون ملک کے قانون ساز ادارہ قومی اسمبلی نے منظور نہیں کیا تب تک علماءِ اسلام نے اپنی طاقت کے مطابق عوام کے سامنے مرزا قادیانی کا کفر آشکارا کرتے رہے۔ صعوبتیں برداشت کیں، ہتھکڑیاں پہنیں، جیلیں کاٹیں، شہادتیں پیش کیں مگر مرزا قادیانی کی حیثیت بیان کرنے میں کمزوری نہیں دکھائی۔ حق کی یہ آواز روز بروز بلند تر ہوتی گئی کہ مرزا قادیانی دعویٰ نبوت کی وجہ سے کافر اور اس کے ماننے والے بھی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ بالآخر حالات نے ایوانوں میں محوِ خواب حکمرانوں کو کروٹ دلائی اور ان کو مجبور کر دیا کہ وہ پاکستان کے عوام مسلمانوں کے مطالبہ کی طرف توجہ کریں۔ بالآخر پاکستان کے قانون ساز ادارہ قومی اسمبلی میں مسلمانوں کے مطالبہ کو زیرِ بحث لایا گیا اور مرزا قادیانی کو ماننے والے دونوں فرقوں (قادیانی، لاہوری) کے سربراہان کو مدعو کیا گیا۔ جس میں قادیانی فرقے کے سربراہ مرزا ناصر احمد اور لاہوری فرقے کے سربراہ صدر الدین کو قومی اسمبلی کے پلیٹ فارم پر اپنا مؤقف پیش کرنے کا موقع فراہم کیا گیا۔ ارکانِ اسمبلی نے مسلمانوں کے اسلامی مؤقف اور قادیانی و لاہوری عقائد کو بغور سماعت کیا کہ مسلمانوں کا واضح اور کھلم کھلا مؤقف ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نیا نبی و رسول نہیں آئے گا۔ جب کہ مرزا قادیانی خود کو نبوت و رسالت کے منصب پر

فائز سمجھتا ہے۔ اوراس کا اوراس کی جماعت کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کو نہ ماننے والا ایسا کافر ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان سے محروم ہونے والا شخص کافر ہے۔

جب ارکانِ اسمبلی نے مرزائیوں کے مؤقف کو سنا تو ان کے سامنے مرزائیوں کی حقیقت کھل گئی، جس پر وہ حیرت زدہ ہوئے اور متفقہ فیصلہ صادر کیا کہ مرزائیوں کا اسلام سے قطعاً کوئی تعلق نہیں اور مرزائیوں کے مؤقف کو کفر کے علاوہ کوئی نام نہیں دیا جاسکتا۔ مرزائیوں کی حقیقت کھل جانے کے بعد اراکین قومی اسمبلی نے اپنا فرضِ منصبی پورا کیا اور تمام اراکین اسمبلی نے اسلامی نقطۂ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات مملکت پاکستان کے قانون کا حصہ بنادی کہ جیسے اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین (قرآن وحدیث) کی روشنی میں یہ فیصلہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی و رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور یوں مملکت پاکستان کے قانون کی روشنی میں بھی مرزائیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قادیانیوں نے اس کے بعد اس فیصلہ کو عدالت میں چیلنج کیا، عدالتوں نے بھی باضابطہ عدالتی کارروائی مکمل کرتے ہوئے مسلمانوں اور مرزائیوں کے مؤقف کو تفصیل سے سنا مگر عدالت نے بھی اپنے فیصلے میں ارکانِ اسمبلی کی طرح غلام احمد قادیانی کے ماننے والے دونوں فرقوں (قادیانی ولاہوری) کو کافر ہی ٹھہرایا۔

ہم قارئین کو ایک بار پھر متوجّہ کرنا چاہیں گے کہ آئینِ پاکستان کا حصہ بننے سے پہلے شراب کی حرمت کی طرح مرزائیوں کا کافر ہونا بھی ایک اسلامی اور قرآن وحدیث سے ثابت شدہ فیصلہ تھا جس کو مملکت پاکستان کے قانون کا حصہ بنا دیا گیا۔ اگر مملکت پاکستان کی قومی اسمبلی میں یہ مسئلہ زیر بحث نہ لایا جاتا اور مرزائیوں کو قانونِ پاکستان میں غیر مسلم اور کافر نہ قرار دیا جاتا تو کیا مرزائیوں کا کوئی تعلق اسلام کے ساتھ تسلیم کرلیا جاتا؟ ایسا ہرگز نہیں ہے، پاکستان کے قانون وآئین نے ایک پہلے سے ثابت شدہ اسلامی عقیدے کو اپنا حصہ بنانے کا شرف حاصل کیا، اس عقیدے کے استناد اور درستی میں آئین کا حصہ بننے سے کوئی زیادتی نہیں آئی۔

مرزائی گروہ کے دونوں فرقے ۷۴ء کی ترمیم سے پہلے بھی کافر ہی تھے جیسے سودی کاروبار پاکستانی قانون میں ممنوع نہیں مگر شریعتِ اسلامیہ میں وہ حرام ہے اور حرام ہی رہے گا۔ ایسے ہی اگر مرزائیوں، قادیانیوں کو قانونِ پاکستان میں غیر مسلم نہ بھی قرار دیا جاتا یہ تب بھی کافر ہی تھے۔

اس ترمیم کے تناظر میں مرزائیوں قادیانیوں کا واویلا کرنا کہ ارکانِ اسمبلی کو کیا حق ہے کہ وہ کسی کے مسلمان یا کافر ہونے کا فیصلہ کریں؟ ایسے ہی ہے جیسے کوئی جج عدالت میں گواہی مکمل ہونے پر کسی کو چور قرار دے کر اسے چوری کی سزا سنائے۔ اوراس چور کے لواحقین یہ کہنے لگیں کہ عدالت میں بیٹھے جج کو کیا حق ہے کہ صرف دو آدمیوں کی گواہی پر کسی کو چور قرار دے۔ جب کہ مرزائیوں کی چوری (کفر) کو تو ہر شخص دیکھ سکتا ہے، تھوڑی سی توجہ کر کے مرزا قادیانی کی کتب کا مطالعہ کرے تو مرزا قادیانی کی چوری (کفر) اظہر من الشّمس ہے۔

☆......☆......☆

منہاجِ نُبوّت اور مرزا قادیانی

قسط:۴

مولانا مشتاق احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

معیار نمبر۶: انبیاء کرام مرد ہوتے ہیں:

نبوت کے لیے مرد ہونا شرط ہے۔ کوئی عورت نبی نہیں ہوتی......بعض علماء نے عورت کے لیے نبوت کا ممکن ہونا تو تسلیم کیا ہے لیکن یہ بات وہ بھی مانتے ہیں کہ اگر عورت کا نبی ہونا ممکن مان بھی لیا جاتو بھی انہیں دعوت وتبلیغ کا حکم نہیں ہوتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالاً نُّوحِیْ اِلَیْھِمْ. (یوسف:۱۰۹، النحل:۴۳، الانبیاء:۷)

ترجمہ: اور ہم نے تم سے پہلے مرد ہی بھیجے تھے جس کی طرف ہم وحی بھیجتے ہیں۔

مرزا قادیانی کی درج ذیل تحریریں پڑھیں اور خود اندازہ کریں کہ وہ مرد تھا یا عورت یا کوئی تیسری جنس، ہم فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے ایامِ مخصوصہ اور بچہ کی پیدائش:

(۱) بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ پیدا ہو گیا ہے۔ ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ [اللہ کے بچے] ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن، ج:۲۲، ص:۵۸۱)

خدا سے خفیہ تعلق:

(۲) درحقیقت میرے اور میرے خدا کے درمیان ایسے باریک راز ہیں جن کو دنیا نہیں جانتی اور مجھے خدا سے ایک نہانی تعلق ہے جو قابلِ بیان نہیں۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن، ج:۲۱، ص:۸۱)

مرزا عورت، اللہ مرد؟

(۳) مرزا قادیانی کے مرید خاص قاضی یار محمد نے انکشاف کیا:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا، سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے''۔

(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر۳۴، ص:۱۳۔ از قاضی یار محمد قادیانی)

مرزا کو حمل ہونا:

اس نے [مراد خدا نے] براہین احمدیہ سے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں مَیں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشو ونما پاتا پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ سے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ سے نفخ کی گئی اور استعارہ رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔

(کشتی نوح روحانی خزائن، ج:۱۹،ص:۵۰)

اس مفہوم کی عبارت روحانی خزائن جلد:۲۱،ص:۳۶۱ پر بھی درج ہے۔

دردِزہ لاحق ہونا:

خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفخ روح کا الہام کیا پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا ''**فَاَجَاءَ هَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَ كُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًا**'' یعنی پھر مریم جو مراد اس عاجز سے ہے کو دردزہ کھجور کی طرف لے آئی۔ (کشتی نوح روحانی خزائن، ج:۱۹،ص:۵۱)

خلاصہ کلام:

مرزا قادیانی کی یہ تمام عبارتیں اس کے عورت ہونے پر دلالت کرتی ہیں اس لیے وہ نبی نہیں ہے۔

معیار نمبر ۷: انبیاء کرام پر وحی ہمیشہ بذریعہ حضرت جبرئیل آتی ہے:

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

جبرئیل امین انبیاء کی طرف وحی لانے کے لیے مقرر ہیں ان کے سوا کوئی دوسرا فرشتہ اس کام کے لیے مقرر نہیں۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن، ج:۳،ص:۳۸۷)

حسبِ تصریح قرآن، رسول اس کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین، جبرئیل کے ذریعے حاصل کیے ہوں۔ (ازالۂ اوہام روحانی خزائن، ج:۳،ص:۳۸۷)

مرزا کو یہ بھی اعتراف ہے کہ:

اور جو حدیثوں میں بصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لیے وحی نبوت کے لانے سے منع کیا گیا ہے یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبیؐ کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن، ج:۳،ص:۴۱۲)

مرزا قادیانی سے ملاقات کرنے والے فرشتوں کے نام یہ ہیں:

شیر علی (تذکرہ، ص: ۳۰، طبع دوم)

مٹھن لال (تذکرہ، ص: ۵۵۵، طبع دوم)

ٹیچی (تذکرہ، ص: ۵۲۶، طبع دوم)

حفیظ (تذکرہ، ض: ۵۸۳ طبع دوم)

صرف اسی پہ بس نہیں مرزا قادیانی پر مرغی کے ذریعہ بھی الہام نازل ہوتے تھے۔ مولوی جلال الدین شمس لکھتا ہے:

رویا دیکھا کہ ایک دیوار پر ایک مرغی ہے وہ گھر بولتی ہے۔ سب فقرات یاد نہیں رہے مگر آخری فقرہ جو یاد رہا یہ تھا ”اِنْ کُنْتُمْ مُسْلِمِیْن“۔ اس کے بعد بیداری ہوئی۔ یہ خیال تھا کہ مرغی نے یہ کیا الفاظ بولے ہیں پھر الہام ہوا ”اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ مُسْلِمِیْن“۔ (تذکرہ، ص: ۴۷۵ طبعد دوم)

ہم پوری ذمہ داری سے کہتے ہیں کہ:

”مرزا قادیانی نے کسی جگہ یہ نہیں لکھا کہ میرے پاس وحی بذریعہ جبرئیل علیہ السلام آتی ہے حالانکہ نبی و رسول کے پاس وحی صرف بذریعہ جبرئیل علیہ السلام ہی آتی ہے۔ یہ بات اسلامی لٹریچر سے بھی ثابت ہے اور مرزا قادیانی کو بھی اس اصول کا اعتراف ہے، جب مرزا پر بذریعہ جبرئیل علیہ السلام وحی نازل نہیں ہوئی تو وہ سچا نبی بھی نہ ٹھہرا۔ اس لیے کہ قاعدہ ہے کہ ” اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ“۔ [جب شرط نہ رہے تو اس پر معلق شے بھی موجود نہیں ہو سکتی]

معیار نمبر ۸: انبیاء کرام پر اپنی قومی زبان میں وحی آتی ہے:

تمام انبیاء کرام پر ان کی قومی زبان میں وحی نازل ہوئی تھی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَ مَا اَرْسَلْنٰکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ. (سورۃ ابراہیم: ۴)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر وہ اپنی قوم کی زبان بولتا تھا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَمْ یَبْعَثْ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ نَبِیًّا اِلَّا بِلُغَۃِ قَوْمِہٖ. (کنز العمال، ج: ۱۱، ص: ۴۷۴، رقم الحدیث: ۳۲۲۲۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہر نبی اپنی قوم کی زبان کے موافق بھیجا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات، حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل ہر سہ حضرات کی قومی زبان میں نازل ہوئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آپ کی قومی زبان عربی میں اتری۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا معاملہ عجیب ہے وہ ساری زندگی اپنی نبوت کے اثبات کے لیے:

۱۔ کتابیں لکھتا رہا۔

۲۔ شاعری کرتا رہا۔

۳۔ پیش گوئیاں کرتا رہا۔

۴۔ قرآن وحدیث کے صحیح مفہوم کو بگاڑا۔

۵۔ سابقہ انبیاء کرام خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر گھناؤنے الزامات لگائے۔

۶۔ نبی کریم کا ظل وبروز ہونے کا دعویٰ کیا اوراس غرض سے دلائل ایجاد کیے۔

۷۔ صاحبِ وحی ہونے کا دعویٰ کیا وغیرہ۔

لیکن اس چور کی طرح جس نے چوری کا نقشہ یوں کھینچا تھا: ''چور ادھر سے داخل ہوا ہوگا، پہلے اس کمرہ میں پھر دوسرے کمرے میں گیا ہوگا۔ سامان کی گٹھڑی بنائی ہوگی، گٹھڑی دیوار پر رکھ کر دیوار پر چڑھنے لگا تو گٹھڑی اندر اور میں دوسری طرف گر گیا''۔ مرزا قادیانی کے بیانات میں بھی بے شمار اندرونی کمزوریاں باقی رہ جاتی ہیں، اس کی مزعومہ وحی میں بھی کمزوریاں ہیں۔

عربی وحی کے نمونے:

اس کی عربی وحی [عموماً] قرآنی آیات میں تبدیلیاں کر کے بنائی گئی ہے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں:

یقولون انی لک ھذا ، انی لک ھذا ، ان ھذا الا قول البشر و اعانه علیه قوم اٰخرون . افتاتون السحر و انتم تبصرون . ھیھات ھیھات لما توعدون ، من ھذا الذی ھو مھین و لا یکاد یبین ، جاھل او مجنون ، قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین ھذا من رحمة ربک ، یتم نعمته علیک لیکون اٰیة للمؤمنین انت علی بینة من رب فبشر وما انت بنعمت ربک بمجنون . (تذکرہ،ص:۴۶،طبع دوم)

انگریزی الہامات:

I love you , I am with you , yes I am happy, Life is pain ,
I sahll help you , I can what I wil do.

(تذکرہ) وغیرہ

فارسی الہامات:

مکن تکیہ بہ عمر ناپائیدار
مباش ایمن از بازی روزگار (تذکرہ،ص:۲۴۰ طبع دوم)

رسیدہ بود و لے بخیر گزشت (تذکرہ، ص:۴۳۴ طبع دوم)

پنجابی وحی:

پٹّی پٹّی گئی (تذکرہ، ص:۶۸۱ طبع دوم)

واللہ واللہ سدّ ھا ہو یا اوّلا (تذکرہ، ص:۶۳۱ طبع دوم)

مرزا قادیانی کی ایسی وحیاں جن کا اسے معنیٰ معلوم نہ تھا:

(۱) موت، تیرا ماہ حال کو، غالباً تیرہ ماہ حال سے مراد تیراں ماہ شعبان ہے واللہ اعلم اور میں نہیں جانتا کہ تیراں ماہ حال سے یہی شعبان ہے یا کسی اور شعبان کی تیراں تاریخ اور میں قطعی طور پر نہیں جانتا کہ کس کے حق میں ہے۔ اس لیے طبیعت غمگین ہے۔ (تذکرہ، ص:۵۷۰ طبع چہارم)

(۲) بہتر ہوگا کہ اور شادی کر لیں فرمایا معلوم نہیں کہ کس کی نسبت الہام ہے۔

(تذکرہ، ص:۵۸۹ طبع چہارم)

(۳) نتیجہ خلافت مراد ہو آیا نکلا، آخر کا لفظ ٹھیک یاد نہیں ہے اور یہ بھی پختہ پتہ نہیں کہ یہ الہام کس امر کے متعلق ہے۔ (تذکرہ، ص:۳۵۸ طبع چہارم)

(۴) اس ہفتہ میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہو گئے ہیں اور وہ کلمات یہ ہیں پریشن، عمر، براطوس یا پلاطوس یعنی پڑطوس لفظ ہے یا پلاطوس لفظ ہے، بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا اور عمر عربی لفظ ہے۔ اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنے دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں پھر دو لفظ اور ہیں ہو شعنا نعسا معلوم نہیں کس زبان کے ہیں۔ (تذکرہ، ص:۹۱ طبع چہارم)

حرفِ آخر:

یہ بالکل اور غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالا یُطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔ (چشمہ معرفت مندرجہ: خزائن، ج:۲۳، ص:۲۱۸)

اعترافِ جرم:

مگر اس سے زیادہ تعجب کی یہ بات ہے بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔

(نزول المسیح روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۴۳۵)

(جاری ہے)

زکوٰۃ سے مسجد تعمیر کرائی جاسکتی ہے؟......اعضاء کی پیوند کاری (قسط:۶)

علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

ایک مغالطہ اور اس کا جواب:

جن حضرات نے کچھ تعمیم اور توسیع سے کام لیا ہے انھیں دراصل دھوکہ یہاں سے لگا ہے کہ فی سبیل اللہ کا لفظ اپنے لغوی معنی کے لحاظ سے نیکی کی تمام ممکنہ صورتوں کو شامل ہے حالانکہ ہر جگہ لغت کام نہیں دیتی۔ تمام کتب تفسیر اور صحیح بخاری (ج:۲،ص:۶۴۷) وغیرہ میں ایک واقعہ درج ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''کُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ'' (یعنی تم اس وقت تک کھاتے رہو کہ سفید تاگہ، سیاہ تاگہ سے واضح ہوجائے) تو حضرات صحابہؓ میں سے کئی لوگوں نے اپنے پاؤں میں دو تاگے باندھ لیے تھے ایک سفید اور ایک سیاہ۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے پاس دو دھاگے رکھ لیے۔ انھوں نے بارگاہِ نبوّت میں حاضر ہو کر عرض کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی کہ ان تاگوں سے مراد دن کی سفیدی اور رات کی تاریکی ہے۔ اسی طرح دیکھا جائے تو ''الصلوٰۃ ، الزکوٰۃ ، الصوم ، الحج وغیرہ تمام شرعی اصطلاحات کا یہی حال ہے کہ اپنے لغوی معنوں میں نہیں بلکہ اصطلاحی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ اگر آپ ہر جگہ لغت کو لے کر بیٹھیں گے تو کئی خرابیاں لازم آئیں گی مثلاً:

قرآن کو مخلوق ماننا پڑے گا، اس لیے کہ قرآن ایک شے ہے اور ادھر فرمایا گیا ہے: '' خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ '' جب آپ ایک طرف پڑھیں گے: ''یُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ'' اور دوسری طرف آپ پڑھیں گے: ''کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ'' تو اب آپ کی لغت دانی کیا کہے گی؟

ایک سوال اور اس کا جواب:

ممکن ہے، کچھ لوگوں کے ذہن میں یہ کھٹک پیدا ہو کہ فقہاء احناف میں سے ایک بلند پایہ عالم، ملک العلماء کاسانیؒ نے اپنی کتاب بدائع میں تعمیم اور توسیع سے کام لیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

> **وأمّا قولہ تعالیٰ: ''وفی سبیل اللّٰہ'' عبارۃ عن جمیع القرب فیدخل فیہ کل من سعیٰ فی طاعۃ اللّٰہ و سبیل الخیرات اذا کان محتاجاً**
>
> (بدائع، ج:۲،ص:۴۵)
>
> ترجمہ: فی سبیل اللہ میں تمام نیکی کے کام شامل ہیں۔ اس لیے جو شخص بھی اللہ کی اطاعت اور نیکی کے راستے میں کوشاں ہو، وہ اس میں آجاتا ہے بشرطیکہ وہ محتاج ہو۔

کئی لوگوں کو اس عبارت سے دھوکہ لگا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ علامہ کاسانی نے آخر میں جو محتاج ہونے کی شرط لگادی ہے، اس نے اس دھوکے کا بالکل ازالہ کردیا ہے کیونکہ اس شرط کی وجہ سے اس شخص کے مستحق ہونے کا موجب پھر وہی

فقیر اور مسکین ہونا ٹھہرا اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ زکوٰۃ کا مصرف وہ نادار آدمی ہے جو کسی کارِ خیر میں رقم کو خرچ کرتا ہے، نہ کہ کارِ خیر خود۔ لہٰذا مسجد، مدرسہ، دارالاقامہ، مسافر خانہ، کوئی حفاظتی قلعہ یا پُل وغیرہ براہِ راست زکوٰۃ کا مصرف نہیں ہو سکتے۔

ڈاکٹر صاحب کی غیر محتاط رائے:

اسلاف میں سے اگر کسی نے کچھ تعمیم کی بھی ہے تو پھر بھی کچھ پابندیاں عائد کر دیں، مگر ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے تو حد کر دی ہے کہ وہ پوری سول ایڈمنسٹریشن (ڈاکٹر صاحب سول ایڈمنسٹریشن کو العاملین کے تحت اور ملٹری ایڈمنسٹریشن کو فی سبیل اللہ کے تحت زکوٰۃ کے مصرف قرار دیتے ہیں۔ دیگر تعمیری کاموں کو بھی اسی مؤخر الذکر میں شامل کرتے ہیں)، ملٹری اور ملکی تعمیر و ترقی کے تمام اخراجات زکوٰۃ میں سے ادا کرنے کا فتویٰ دیتے ہیں: ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے!

ہمیں حیرت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان گرامی، جو متعدد احادیث میں آیا ہے:

''تُؤخَذُ مِنۡ اَغۡنِیَائِهِمۡ وَ تُرَدُّ عَلٰی فُقَرَائِهِمۡ.'' (ابوداؤد، ج:۱، ص:۲۳۰)

ترجمہ:...... کہ زکوٰۃ مال داروں سے لے کر وہاں کے نادار اور محتاج لوگوں میں تقسیم کر دی جائے۔

اس کا کیا ہوگا؟ ہم صرف ایک درخواست کرتے ہیں:

اِیۡتُوۡنِیۡ بِکِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ هٰذَاۤ اَوۡ اَثٰرَةٍ مِّنۡ عِلۡمٍ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ. (الاحقاف:۴)

اگر آپ لوگ سچے ہیں تو اس سے پہلے کی کسی کتاب کا حوالہ یا اور کوئی علمی دلیل لے آئیں۔

ایک طالب علمانہ سوال اور اس کا جواب:

یہاں پر ایک طالب علمانہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ اپنی گزراشات کو ختم کرنے سے پہلے وہ سوال مع جواب حوالہ قلم کر دیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر فی سبیل اللہ کا مصداق مجاہدین ہیں اور مجاہدین بھی وہ جو محتاج اور ضرورت مند ہوں تو پھر فقراء کی مد میں وہ بھی آ گئے۔ علیحدہ مد نمبرے بنانے کی کیا ضرورت تھی؟

اس کا جواب عنایہ شرح ھدایہ سے نقل کرتے ہیں: ترجمہ ملاحظہ ہو:

> ''جواب یہ ہے کہ جو غازی (مجاہد) ضرورت مند ہے اور سفر خرچ یا سامان جہاد نہ ہونے کی وجہ سے وہ رکا ہوا ہے، بے شک وہ بھی فقیر ہے، لیکن اس کی خاص نوعیت ہے، وہ اپنی بود و باش میں امداد کا محتاج نہیں ہے بلکہ ایک ملّی فریضہ کو سر انجام دینے کے لیے ضرورت مند ہے، اس لیے مصارف زکوٰۃ میں اسے ایک مستقل مد قرار دیا گیا ہے۔ گویا فقیر کو اس کی ذاتی ضروریات کی وجہ سے زکوٰۃ کا مستحق قرار دیا گیا اور غازی کو اجتماعی اور قومی ضرورت کی بنا پر۔''

اعضاء کی پیوند کاری:

اسی خطبہ نمبر ۱۱ میں ایک سوال جو ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں پیش کیا تھا، مع جواب درج ذیل ہے:

> ''سوال نمبر ۱۳: اسلامی نقطۂ نظر سے انسان اپنے جسم کا مالک نہیں ہے بلکہ اس کی مالک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ کیا اسلامی نقطۂ نظر سے آنکھوں، خون اور دیگر اعضاءِ جسمانی کا عطیہ دینا

جائز ہے یا نہیں۔ اسی طرح کسی دوسرے شخص کی آنکھ یا دل وغیرہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس بارے میں آپ کو نہ قرآن میں کوئی ذکر ملے گا، نہ حدیث میں اور نہ ہی ہمارے فقہاء کی کتابوں میں......

یہ چیز علمِ طب کی جدید ترین ترقی ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہوئی ہے۔ اس بارے میں کوئی اجماع ابھی تک نہیں ہوسکا۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اور فقہاء کی کیا رائے ہے۔ میں اپنی ذاتی رائے عرض کرسکتا ہوں، ممکن ہے اوروں کو اس سے اتفاق ہو، ممکن ہے وہ اسے رد کردیں۔ ایک زندہ کی جان بچانے کے لیے ایک مردہ کی ذات سے استفادہ کیا جائے تو اس میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔ اس طرح ایک انسان کی فالتو چیزوں سے دوسرے انسان کا فائدہ ہوتا ہو، تو اس کی اجازت سے ہم استعمال کر سکتے ہیں۔ ان حالات میں فرض کیجیے کہ ایک آدمی مرجاتا ہے اور فوراً ہی اس کی آنکھوں کو لے کر آج کل طبی طریقوں سے محفوظ کر لیتے ہیں اور ان کو کسی اندھے کے لیے استعمال کر کے اسے بینائی بخشتے ہیں۔

ہم بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہہ رہے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے پیشِ نظر سوال کا جواب معلوم کرنے کے لیے قرآن پاک، حدیث شریف اور قدیم کتبِ فقہ کی طرف رجوع نہیں فرمایا، ورنہ تو خط کشیدہ جملے ان کی زبان پر نہ آتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سوال کا جواب مختصراً قرآن مجید میں، اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ حدیث شریف میں اور مزید شرح و بسط کے ساتھ فقہی کتابوں میں موجود ہے۔ تفصیل کی تو ان اوراق میں گنجائش نہیں ہے، تاہم **ما لا یدرک کلہ ، لا یترک کلہ** بقدرِ ضرورت ہم اس کا جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

قرآن کریم اور اعضاء کی پیوندکاری:

قرآن پاک میں شرک کی قباحت اور اس کے بارے میں وعید سناتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ مشرک لوگ تو دراصل شیطان کے بچاری ہیں۔ وَ اِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا. (النساء، آیت: ۱۱۷) حالانکہ شیطان تو بنی آدم کا ازلی دشمن ہے اور وہ پہلے ہی کہہ چکا ہے:

(۱) اے اللہ! میں تیرے بندوں سے اپنا حصہ لے کر رہوں گا۔

(۲) وَ لَاُضِلَّنَّهُمْ. میں انھیں (نظری اور فکری لحاظ سے) گمراہ کر کے رہوں گا۔

(۳) وَ لَاُمَنِّیَنَّهُمْ. میں انھیں ہوا و ہوس کے بندے بنا کر چھوڑوں گا۔

(۴) نتیجتاً وہ غیر اللہ کے نام کی قربانیاں کریں گے اور نشانی کے طور پر جانوروں کے کان کاٹ کر چھوڑیں گے۔

(۵) وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ. میں انھیں حکم دوں گا تو وہ اللہ کی بناوٹ کو بدل دیا کریں گے۔

یہ تغییر خلق اللہ کیا ہے؟ اس بارے میں قدیم اور جدید مفسرین نے بہت کچھ لکھا ہے۔ ہم تفسیر بیضاوی کا ایک جملہ یہاں نقل کرتے ہیں:

''و یندرج فیہ ما قیل من فقأ عین الحامی و خصاء العبید والوشم والوشر واللواط والسحق و نحو ذلک''

ترجمہ:......اس میں یہ صورتیں شامل ہیں (۱) یہ جو کہا جاتا ہے کہ حامی اونٹ کی آنکھ پھوڑ دیا کرتے تھے (حامی اس سانڈ اونٹ کو کہا جاتا ہے جو ان مشرکین کی مقررہ تعداد کے مطابق بچے جنوا دیتا۔ پھر وہ اس کی آنکھ پھوڑ کر بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے، نہ کوئی اس پر سوار ہوتا، نہ اس کی اون وغیرہ اتاری جاتی)۔ (۲) غلاموں کو خصی کر کے مخنث بنا لینا۔ (۳) زیبائش کے لیے بدن کا گدوانا۔ (۴) عورتوں کا اپنے دانت باریک کروا لینا۔ (۵) مردوں اور عورتوں کی ہم جنس بازی ......وغیرہ وغیرہ۔

کم وبیش یہی تفسیر امام رازیؒ اور دیگر مفسرین حضرات نے کی ہے۔ دورِ حاضر کے مفسر مولانا عبدالماجد دریا آبادی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

''جاہلیت جدیدہ کی ترقیوں نے ان سے کہیں بڑھ کر مثالیں نہ صرف ایجاد کر لیں ہیں، بلکہ انھیں پھیلا کر فیشن میں داخل کر دیا ہے۔ مثلاً مردوں کا چہرے کے بال بالکل صاف کر کے اور طرح طرح کی نزاکتیں اختیار کر کے زیادہ سے زیادہ حد تک عورت بن جانا۔ عورتوں کا سر کے بال کٹا کر اور مردانہ وضع ولباس اختیار کر کے زیادہ زیادہ حد تک مرد بن جانا، ایسے آپریشن کرانا جن سے جنس تبدیل ہو جائے'' (تفسیر ماجدی، ص:۲۱۶)

بلکہ ایک قدم اور آگے بڑھایئے، قرآن پاک کی سب سے عمدہ تفسیر وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود فرما دیں۔ درج ذیل حدیث شریف پڑھیے اور اندازہ لگایئے کہ کیسی کیسی صورتیں تغییر خلق اللہ میں آتی ہیں۔

مسند احمد، صحیح بخاری (ج:۲،ص:۸۷۹) اور صحیح مسلم (ج:۲،ص:۲۰۵) سمیت تمام کتب حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ نے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو:

اَلْوَاشِمَات۔ بدن کو گودنے والی ہوں۔

وَالْمُسْتَوْشِمَات۔ بدن کو گدوانے والی ہوں۔

وَالْمُتَنَمِّصَات۔ چہرے کے بال صاف کرانے والی ہوں۔

وَ الْمُتَفَلِّجَات۔ (خوبصورتی کے لیے ریتی وغیرہ کے ذریعے) دانتوں میں فاصلہ کرانے والی ہوں۔

اَلْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ۔ ایسی تمام عورتیں اللہ کی بنائی ہوئی شکل کو تبدیل کرنے والی ہیں۔

وَشْم : کا مطلب یہ ہے کہ آدمی بازو یا ہتھیلی کی پشت پر یا اور کہیں سوئی سے بدن کو چھید کرا سے سرمہ وغیرہ سے بھر دے۔ ہمارے ہاں غیر مسلم اقوام میں اس کا رواج زیادہ ہے۔ دورِ جاہلیت میں عورتیں اس طرح بدن کو خوبصورتی کے لیے گدوا لیتی تھیں۔

نَـمُـص : سے مراد یہ ہے کہ ماتھے یا کانوں کے قریب اگے ہوئے بالوں کو اکھڑوا دیا جائے یا بھوؤں کے بال جڑے ہوئے ہوں تو درمیان کے بال اکھیڑ کر فاصلہ پیدا کرلیا جائے۔

اس حدیث شریف کے مطابق جب یہ چھوٹی چھوٹی باتیں، اللہ کی بناوٹ کو تبدیل کرنے کی مد میں آتی ہیں، تو پھر خیال فرمایے کہ آدمی کا اپنے جسم کا کوئی حصہ Donate کر دینا یا قیمتاً دے دینا کیونکر اس میں شامل نہ ہوگا؟

ایک شبہ اور اس کا جواب:

ایک شبہ یہ پیدا ہوسکتا ہے کہ آدمی سر اور چہرہ کے بال درست کرواتا ہے، لبیں لیتا ہے، داڑھی کے بھی کچھ بال لیتا ہے، ختنہ کراتا ہے، بغلوں اور زیر ناف کے بال صاف کرتا ہے، ناخن کاٹتا ہے...... یہ تمام صورتیں بھی اللہ کی بناوٹ کو بدل دینے کی ہیں، تو پھر یہ بھی ناجائز ہونی چاہئیں۔ یہ کیونکر جائز ہوگئیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح کے کام خصالِ فطرت کے زمرہ میں شامل ہیں یعنی انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ آدمی یہ کام کرے، اسی لیے ہر دور میں تمام انبیاء علیہم السلام ان باتوں کی تعلیم دیتے آئے ہیں۔ گویا یہ خلق اللہ کا حصہ ہیں۔ اس کے منافی نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر بچہ پیدا ہوتا ہے، تو اس کے منہ میں دانت نہیں ہوتے، یہ اس کی شیر خوارگی کی عمر کے عین مطابق ہے۔ بڑا ہوتا ہے تو پھر آہستہ آہستہ دانتوں سے بھر جاتا ہے۔ یہ اس عمر کا فطری تقاضا تھا، جس کا انتظام خالق نے فرمادیا۔

ایک اور شبہ:

اس جگہ قارئین کے دل میں ایک شبہ آسکتا ہے کہ ان احادیث سے تو اس تغییر خلق اللہ کی روکاوٹ معلوم ہوتی ہے جو محض زیب و زینت کے لیے ہو۔ اعضاء کی وہ پیوند کاری جو بیماری کے علاج کے طور پر کی جائے، اس کی روکاوٹ کا تو کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس کا جواب آئندہ سطور میں آئے گا۔

قرآن کریم کی رو سے انسان کا مرتبہ اور اس کا تقاضا:

قرآن کریم کی رو سے انسان کا مرتبہ و مقام، کائنات میں سب سے اونچا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا گیا ہے:

وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (الاسراء:۷۰)۔ ترجمہ: ہم نے اولادِ آدم کو برتری بخشی۔

یہ انسان ہی ہے جس کی عظمت اور برتری کا بیان اللہ تعالیٰ نے ان دو جملوں میں فرمایا:

۱۔ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ. (سورۃ ص:۷۲)۔ ترجمہ: میں نے اس میں اپنی روح پھونکی۔

۲۔ خَلَقْتُ بِيَدَيَّ. (سورۃ ص:۷۵)۔ ترجمہ: میں نے اسے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔

حضرت انسان کے اسی بلند مرتبہ و مقام کی وجہ سے اسے مخدوم ٹھہرایا اور باقی تمام کائنات کو اس خادم بنایا، چنانچہ فرمایا گیا:

خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا. (البقرہ:۲۹)

سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ. (الحج:۶۵)

سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ. (ابراہیم:۳۳)

انسان کے اس اشرف المخلوقات ہونے کا نتیجہ ہے کہ اس کی زندگی میں بھی اس کا احترام ملحوظ رکھا جاتا ہے اور مرنے کے بعد بھی۔ اسی لیے حدیث شریف میں حکم دیا گیا: اکرموا اخاکم حیًّا و میتاً. اور اسی لیے انسان کے کسی جز کو دوسرے جسم میں منتقل نہیں کیا جا سکتا۔ حتیٰ کہ اس کے بالوں، کھال اور ہڈیوں تک کو استعمال میں لانے کی شریعت نے رکاوٹ کردی۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

(۱) فقہ حنفی کی مشہور کتاب ھدایہ میں ہے: **و حرمة الانتفاع بأجزاء الآدمي لكرامته.** یعنی انسان کے محترم اور معزز ہونے کی وجہ سے اس کے اجزاء سے نفع اٹھانا حرام ہے۔

(۲) ھدایہ کی شرح عنایہ میں ہے: **لئلا يتجاسر الناس على من كرم الله بابذال أجزائه.** یعنی اللہ نے جس کو عظمت بخشی ہے، لوگ اس کے اعضاء کو بے وقار ٹھہرا کر اس کی ناقدری کے لیے دلیر نہ ہو جائیں۔

(۳) ملک العلماء امام کاسانیؒ جو فقہاءِ احناف میں بہت اونچا پایہ رکھتے ہیں، فرماتے ہیں: **لا يجوز بيعها و يحرم الانتفاع بها احتراما للآدمي كما اذا طحن سن الادمي مع الحنطة او عظم لا يباح تناول الخبز من دقيقها.** یعنی انسانی اجزاء کا بیچنا جائز نہیں اور ان سے نفع اٹھانا حرام ہے کیونکہ انسان واجب الاحترام ہے۔ مثلاً اگر آدمی کا کوئی دانت یا اس کی کوئی ہڈی گندم کے ساتھ پس جائے تو اس کے آٹے سے تیار شدہ روٹی کھانا درست نہیں ہے۔ (بدائع، ج:۱،ص:۶۳)

(۴) علامہ ابن نجیم مصری، جن کو ابوحنیفہ ثانی کہا جاتا ہے، فرماتے ہیں: **لا يجوز الانتفاع به ولا دبغه احتراما له و عليه اجماع المسلمين كما نقله ابن حزم.** یعنی آدمی کی کھال سے نہ تو نفع اٹھانا درست ہے اور نہ اس کو رنگنا وغیرہ جائز ہے کیونکہ اس کا احترام پیش نظر ہے۔ اسی پر مسلمانوں کا اتفاق ہو چکا ہے، جیسا کہ امام ابن حزم نے نقل کیا ہے۔ (البحر الرائق، ج:۱،ص:۱۰۱)

(۵) امام نوویؒ جو ساتویں صدی ہجری میں علماءِ شافعیہ میں ایک نہایت ہی بلند پایہ محدث اور فقیہ گزرے ہیں، اوپر نقل شدہ حدیث ''لعن الله الواصلة والمستوصلة'' کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں: ''**ان وصلت شعرها بشعر ادمي فهو حرام بلا خلاف سواء كان شعر رجل او امرأة و سواء شعر المحرم والزوج و غيرهما بلا خلاف لعموم الاحاديث و لانه يحرم الانتفاع بشعر الادمي و سائر أجزائه لكرامته بل يدفن شعره و ظفره و سائر اجزائه**'' یعنی اگر عورت اپنے بالوں میں کسی آدمی کے بال جوڑ لیتی ہے تو یہ حرام ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ خواہ وہ کسی مرد کے بال ہوں یا عورت کے، خواہ کسی محرم یا خاوند کے ہوں یا کسی اور کے، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس لیے کہ احادیث عام ہیں...... اور اس لیے کہ آدمی

کے بالوں اور دوسرے اعضاء سے نفع اٹھانا حرام ہے۔ بوجہ اس کے مستحق عزت ہونے کے۔ بلکہ اس کے بال، ناخن اور دوسرے اجزاء دفن کر دیے جائیں۔ (شرح مسلم للنووی، ج:۱،ص:۲۰۴)

یوں تو انھی حوالہ جات سے مسئلہ بہت حد تک واضح ہو چکا ہے، مگر ہم نے فقہی عبارتیں صرف اس لیے نقل کی ہیں کہ انسان کو جو اللہ نے اشرف المخلوقات قرار دیا ہے، اس کا یہی مرتبہ اور مقام، تقاضا کرتا ہے کہ اس کے اجزاء اور اعضاء سے کسی طرح استعمال کر کے نفع حاصل کرنا اور ان کی خرید وفروخت ممنوع ہو۔ چنانچہ بالاتفاق علماءِ اُمّت کے نزدیک ایسا کرنا ناجائز اور حرام ہے۔

حدیث شریف کی رو سے اعضاء کی پیوند کاری:

کسی مریض کے جسم میں کسی صحیح سالم عضو کا فٹ کرنا، ظاہر ہے کہ آپریشن کے ذریعے ہوگا، یہ بھی ظاہر ہے کہ اس کی فٹنگ کا مرحلہ تو بعد میں آئے گا، اس سے پہلے تو کسی جسم سے تندرست عضو لینے کا مرحلہ ہوگا جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے۔ ایک نَومردہ بدن سے آنکھیں یا دل، یا پھیپھڑا یا جگر کی قطع برید ہونا لازمی امر ہے۔ آیئے ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ تو سنیے:

مسند احمد، سنن ابی داوٗد (ج:۲،ص:۱۰۳)، موٗطا امام مالک اور سنن ابن ماجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ:

''کسر عظیم المیت ککسرہ حیًا''۔

ترجمہ: مردے کی ہڈی توڑنا اس طرح ہے جیسا کہ زندہ آدمی کی ہڈی توڑنا ہے۔

ابوداوٗد کے شارح، محدث سہارنپوریؒ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ:

''ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنازے کے ہمراہ قبرستان تشریف لے گئے۔ وہاں گورکن ابھی اپنے کام سے فارغ نہیں ہوا تھا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے ایک کنارے بیٹھ گئے، صحابہ بھی بیٹھ گئے۔ اتنے میں گورکن نے ایک ہڈی نکالی جو پنڈلی یا بازو کی معلوم ہوتی تھی، وہ اس کو توڑنے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اسے نہ توڑ، مردہ کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے جیسا کہ زندہ کی ہڈی کا۔ اس کو قبر میں کسی طرف دے دے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس فرمانِ گرامی کا سبب یہ واقعہ بنا۔'' (بذل المجہود، ج:۵،ص:۲۰۹)

موٗطا شریف اور ابن ماجہ میں ایک لفظ کا اضافہ ہے: ''فی الاثم''۔ یعنی گنہگار ہونے کے لحاظ سے مردہ کی ہڈی توڑنا، زندہ آدمی کی ہڈی توڑنے کے برابر ہے۔

یہ روایت اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ موٗطا امام مالک کی شرح میں ابن ابی شیبہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی گئی ہے:

''اذی المؤمن فی موتہ کاذاہ فی حیاتہ'' (اوجز المسالک)

ترجمہ: مسلمان کو مر جانے کے بعد تکلیف دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ زندگی میں اسے ایذا پہنچانا۔

ایسی ہی احادیث کی وجہ سے بلوغ المرام کے شارح نواب زادہ نورالحسن خاں لکھتے ہیں:

''و فیه دلالة علی وجوب احترام المیت کما یحترم الحیّ''.

ترجمہ: اس سے معلوم ہوا کہ مردے کا احترام بھی اسی طرح لازم ہے جس طرح کہ زندہ کا احترام ہوتا ہے۔ (فتح العلام، ج:۱،ص:۲۵۲)

خود میت کو براہِ راست ایذا پہنچانا تو دور کی بات ہے، ہمیں تو حدیث شریف یہ حکم دیتی ہے کہ آدمی قبر سے ٹیک لگا کر نہ بیٹھے۔ چنانچہ عمرو بن حزم نامی انصاری صحابیؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قبر سے ٹیک لگائے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

''لا تؤذ صاحب القبر''۔ (اس قبر والے کو تکلیف نہ دے)

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لأن یجلس احدکم علی جمرة فتحرق ثیابه فتخلص الی جلده خیر له من الجلوس علی قبر''۔ (مسلم شریف، ج:۱،ص:۳۱۲)

ترجمہ: ایک آدمی انگارے پر بیٹھ جائے اور وہ انگارہ اس کے کپڑوں کو جلا کر اس کی کھال تک پہنچ جائے، یہ اس کے لیے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔

قارئین کرام! ایک طرف شریعت مقدسہ کا یہ مزاج دیکھیے کہ وہ اپنے ماننے والوں سے مسلمان میت کے بارے میں کیا چاہتی ہے اور کیا حکم دیتی ہے۔ دوسری طرف روشن خیال اہلِ علم کی یہ فراخ دلی ملاحظہ ہو کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے کرنے اور توڑ پھوڑ کی اجازت دے رہے ہیں!

بہ بیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا!

(جاری ہے)

found.

میرے جنونِ عشق کی روداد بھی تو سن! (روداد ''امیر شریعت کانفرنس'' لاہور)

عبدالمنان معاویہ

9/ مارچ 2018ء کو زندہ دِل لوگوں کے شہر لاہور میں مجلس احرار اسلام پاکستان کی جانب سے پُر شکوہ عمارت ''ایوان اقبال'' نزد پنجاب اسمبلی میں فقید المثال اجتماع بعنوان ''امیر شریعت کانفرنس'' کا انعقاد کیا گیا، جس میں ارض پاک و بیرون ملک سے جید اکابر علمائے کرام شریک ہوئے اور خاص بات اس کانفرنس کی یہ تھی کہ اس میں برصغیر میں واقع مسلمانوں کے تینوں بڑے مسالک علمائے اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند، علمائے بریلی اور علمائے اہل حدیث نے شرکت وخطاب کیا۔ اس طرح کا طرز عمل خوش آئند ہے کہ اس سے نہ صرف اتحادِ امت کی راہیں کھلتی ہیں بلکہ سیکولر لابی جو مسلمانوں کے باہمی افتراق وانتشار کو بنیاد بنا کر اسلام واہلیانِ اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرتی رہتی ہے، اس کو عملی پیغام ملتا ہے کہ دینی مسالک میں باہمی اختلافات کے باوجود مسلمانوں کے تمام مسالک کے علمائے دین ایک دوسرے کا دل سے احترام بھی کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے پروگراموں میں شرکت وخطاب بھی فرماتے ہیں اور سامعین بھی انہیں توجہ سے سماعت کرتے ہیں۔

آزادی کی خاطر جیلوں، ہتھکڑیوں اور مقدمات کا جرأت وبہادری سے مقابلہ کرنے والے اور عقیدہ ختم نبوت کے محاذ پر امت مسلمہ کی رہنمائی وتحریکی طور پر آواز بلند کرنے والے ختم نبوت کا بے باک سپاہی اور قائد حضرت امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی کی خدمات دینی وسیاسی کو عام کرنے اور نسلِ نو کے سامنے لانے کی غرض یہ کانفرنس کی گئی کہ آج مسلمانوں کے لیے کامیابی کی راہیں فقط طریقِ اسلاف پر گامزن ہونے میں منحصر ہیں۔

بعد نمازِ مغرب اس پروگرام کو شروع ہونا تھا، لیکن عوام الناس قبل از مغرب ہی ایوان اقبال میں پہنچ چکی تھی، اور نمازِ مغرب کے بعد ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا، کانفرنس میں نقابت کی ذمہ داری معروف عالم دین اور مفکر مولانا عابد مسعود ڈوگر نے سرانجام دے رہے تھے، کانفرنس کا آغاز سید عطاء المنان بخاری کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا، بعد میں قاسم گجر نے اپنی خوبصورت آواز میں نعتِ رسول مقبول ﷺ پیش کی اور مجلس احرار اسلام پر ایک نظم پڑھی، اُن کے بعد مبلغ ختم نبوت مولانا سرفراز معاویہ نے اپنے خطیبانہ لہجے میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے موجودہ دور میں مجلس احرار اسلام کی تگ ودو بیان کی، انہوں نے کہا کہ جن خطوط پر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے مجلس احرار کو ڈالا تھا آج 87 سال بیت جانے کے بعد بھی ہم انہی خطوط پر گامزن ہیں، اُن کے بعد مجلس احرار اسلام پنجاب کے سیکرٹری جنرل مولانا تنویر الحسن احرار نے کانفرنس کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ مجلس احرار اسلام ہر سال ماہ مارچ میں شہدائے ختم نبوت سنہ 1953ء کی یاد میں ''شہدائے ختم نبوت کانفرنسز'' کا انعقاد کرتی ہے، اس بار اُس کانفرنس کے ساتھ تحریک ختم نبوت 1953ء کے روح رواں، تحریک آزادی کے نامور ہیرو سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے حیات کے مختلف

پہلوؤں کا تذکرہ کرنے کے لیے مجلس احرار اسلام نے یہ کانفرنس منعقد کی ہے۔ اسی اثناء میں بزرگ عالم دین جامعہ ڈابھیل کے فاضل حضرت مولانا مجاہد الحسینی تشریف لے آچکے تھے، حضرت مولانا مجاہد الحسینی نے امیر شریعتؒ کی حیات کے درخشندہ پہلوؤں کو اجاگر کیا، اور چند ایسے واقعات بیان کیے جو عام طور پر کتابوں میں نہیں ملتے، حضرت مولانا مجاہد الحسینی کے عالمانہ بیان سے سامعین بڑے محظوظ ہوئے۔ کانفرنس کے ابتدا میں ہی حضرت حافظ صغیر احمد صاحب خلیفہ مجاز شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ علیہ بھی تشریف لائے اور جامعہ مدنیہ کے مہتمم سید محمود میاں بھی شریک ہوئے۔

☆ اس کے بعد مسلم لیگ ن لاہور کے رہنماء میاں محمد نعمان نے تقریر کی۔ انہوں نے کہا کہ آج پاکستان میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے قربانی کا جو جذبہ بیدار ہے، یہ ہمارے اسلاف، خصوصاً امیر شریعتؒ کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ کہا جاتا تھا کہ برصغیر پر انگریز کا قبضہ 500 سال رہے گا، لیکن ہمارے اکابر کی قربانیوں کے نتیجے میں انگریز یہاں سے 100 سال بعد ہی رخصت ہوگیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم اکابر علماء کے نظریاتی وارث ہیں اور جس طرح اکابر علماء نے اور خصوصاً امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ فرمایا، اسی طرح ہم بھی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے مجلس احرار اسلام کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں، عقیدہ ختم نبوت ہمارا نظریہ نہیں عقیدہ ہے اور عقیدہ پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جا سکتا۔

☆ کانفرنس سے مسلم لیگ ق کے مرکزی رہنما چودھری پرویز الٰہی نے بھی خطاب کیا، جس میں انہوں نے عقیدۂ ختمِ نبوت سے تعلق کے حوالے سے اپنے والد مرحوم کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ سب سے پہلے اسمبلی فلور پر میرے والد ماجد چودھری ظہور الٰہی نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا بل پیش کیا، انہوں نے کہا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے آباء واجداد کا تعلق بھی گجرات سے تھا، ان کے اجداد کے ہمارے اجداد سے قریبی مراسم تھے، انہوں نے کہا کہ ہم عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جدّ وجہد کرنے والے ہر فرد اور جماعت کے ساتھ چلنا اپنا فرض سمجھتے ہیں، ہر دور میں ہم نے اپنا یہ فرض بساط بھر نبھایا ہے اور نبھاتے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ قانون توہین رسالت میں ترمیم حادثاتی طور پر ہوئی نہ کسی وزیر کی ایسی کوئی مجال ہے کہ وہ ایسا قدم خود اٹھا سکے، یہ سازش 2013 کے الیکشن سے پہلے لندن میں تیار ہوئی تھی اور حکومتی حلقوں نے قادیانی جماعت اور ان کے بیرونی آقاؤں سے وعدہ کیا تھا کہ اقتدار میں آنے کے بعد وہ ایسا کریں گے۔

☆ مکہ مکرمہ سے تشریف لائے ہوئے عالم دین ڈاکٹر علامہ سعید احمد عنایت اللہ نے بھی کانفرنس سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ شاہ جی کی فکر کو سمجھے بغیر ہم اپنے مسائل اور ختم نبوت کے کاز کو حل ہی نہیں کر سکتے، شاہ جی نے مسلکوں، شہریوں اور مختلف طبقات کو ختم نبوت کے لیے ایک کر دیا، اگر آج ہم وہی امیر شریعتؒ والی فکر پیدا کر لیں تو آج بھی ہم کامیاب ہونگے اور کل بھی کامیاب ہوں گے۔

☆ صدر وفاق المدارس العربیہ وامیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ العالیٰ نے کہا کہ زندہ قومیں ہمیشہ اپنے بزرگوں کو یاد رکھتی ہیں، انہوں نے اپنے بچپن میں حضرت امیر شریعتؒ کے زیارت کا ایک واقعہ سناتے ہوئے کہا کہ مجھے وہ زمانہ یاد ہے کہ جب میں نے پہلی مرتبہ شاہ صاحبؒ کا دیدار کیا، میں طالب علم تھا، میں اپنے والد محترم کے ساتھ ایبٹ آباد گیا، وہاں ایک ڈگڈگی والا اعلان کر رہا تھا کہ آج 10 بجے کمپنی باغ میں امیر

شریعت کا بیان ہوگا، میں نے نام سنا ہوا تھا لیکن دیکھا نہیں تھا، والد سے اجازت لے کر کمپنی باغ پہنچ گیا، سٹیج پر حضرت شاہ صاحبؒ بیٹھے تھے، اتنا رعب جیسا شیر بیٹھا ہے، انہوں نے مسئلہ ختم نبوت کا بیان کرتے ہوئے سورت بقرہ کی ابتدائی آیتوں سے جو استدلال کیا وہ آج بھی میرے حافظے میں نقش ہے، حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر زید مجدہ نے مزید کہا کہ علماء سے عرض کروں گا کہ جمعہ کے بیانات میں وقتاً فوقتاً ختم نبوت، حیات مسیح علیہ السلام کے موضوعات پر بھی بات کرتے رہنا چاہیے۔

☆ معروف عالم دین اور مفکّر مولانا زاہد الراشدی نے اپنے بیان میں کہا کہ یہ کانفرنس صرف ایک شخص کی یاد میں نہیں، بلکہ اُس شخص کے نام پر منعقد کی گئی ہے جو بذات خود ایک روایت کا مظہر تھا، امیر شریعتؒ کی شخصیت ہمہ جہت شخصیت تھی، شاہ جیؒ نے ختم نبوت کے محاذ پر بلا امتیازِ مسلک سب کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا اور وہی روایت آج بھی قائم ہے، ہم سارے اختلافات اور لڑائیوں کے باوجود ختم نبوت، ناموسِ رسالت کے لیے اکٹھے ہو جاتے ہیں، عالمی استعمار تنگ آ چکا ہے، 70 سال سے انہیں لڑا لڑا کر تھک گئے یہ پھر ختم نبوت کے نام پر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہر چند سال بعد قادیانیوں کو ریلیف دلانے کے لیے سازش کی جاتی ہے، حلف نامے میں ختم نبوت کے الفاظ ختم کیے گئے اور پھر واپس ہوئے اتنی خفت اٹھانے کے باوجود بھی اس حکومت کے سازشی عناصر کی سازشیں ختم نہیں ہوئی کہ اب انہوں نے ناموسِ رسالت کا مسئلہ چھیڑ دیا، کہ توہین رسالت کی سزا ختم کر دینی چاہیے، سینٹ کی کمیٹی میں بات چل رہی ہے، یہ لوگ جس طرح پہلے ناکام ہوئے، اب بھی ناکام ہونگے، جو ختم نبوت کے خلاف سازشوں پر ان کا حشر ہوا، اس سے زیادہ حشر ان کا اب ہوگا۔

☆ مولانا شاہ احمد نورانی کے صاحبزادے، جمعیت علماء پاکستان کے سیکرٹری جنرل مولانا شاہ اویس نورانی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت دنیا میں بدامنی کی جو لہر ہے اُس کا ذمہ دار امت مسلمہ کو ٹھہرایا جا رہا ہے حالانکہ یہ سراسر جھوٹ وفریب ہے، انہوں نے کہا کہ علماء منبر ومحراب کے وارث ہیں، وہ منبر ومحراب کو ایک دوسرے کے خلاف فتویٰ بازی کے لیے منبر ومحراب کو استعمال نہ کریں، انہوں نے کہا کہ مزارات پر ہونے والے بے ہودہ کاموں سے بریلوی نہیں دین اسلام کی بدنامی ہے، اس لیے اپنے کاموں سے دین اسلام کو بدنام نہ کریں، ہمیں مسلکی سے زیادہ امت کی بنیاد پر سوچنے کی طرح ڈالنی ہوگی، مسلک نہیں دین اسلام عزیز ہے۔

☆ مجلس احرار اسلام کے رہنما سید عطاء اللہ شاہ بخاری ثالث ابن حضرت مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاری نے اپنی تقریر میں کہا کہ امیر شریعت کی ذات وکردار کا مطالعہ کیا جائے تو بہت سے پہلو سامنے آتے ہیں، امیر شریعت طاغوت کے سامنے اعلائے کلمۃ الحق کا دوسرا نام ہے، امیر شریعتؒ نے عقیدہ ختم نبوت کے حوالہ سے امت کو یکجا کیا بلکہ آپ کی پکار پر مسلمانوں نے انگریز کے خود کاشتہ پودے کے خلاف عوامی تحریک کا آغاز کیا، تمام مسالک اکٹھے ہو گئے، وہ اتحاد علامتی نہیں حقیقی تھا، امیر شریعت کا نام آنے والی صدیوں میں زندہ رہے گا کیونکہ اس کے پیچھے ایک زندہ کردار ہے جس نے کہیں حق کہنے میں رعایت نہیں برتی۔

☆ اہل حدیث مکتبِ فکر کے معروف عالم دین علامہ ضیاء اللہ شاہ بخاری نے عقیدہ ختم نبوت اور امیر شریعتؒ کے حوالے سے گفتگو کی، انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام کے بانیوں میں اہل حدیث مکتب فکر کے مولانا داؤد غزنویؒ بھی شامل

تھے، اور ردِ قادیانیت و تحفظ ختم نبوت کا کام کسی جماعت یا مسلک کا نہیں بلکہ امت کا اجتماعی فریضہ ہے۔ آج بھی ہم یہ یقین دلاتے ہیں کہ اس مبارک جدو جہد میں ہم آپ کے شانہ بہ شانہ ہیں، آپ ہمیں جہاں بلائیں گے ہم جوق در جوق آئیں گے۔

☆ تحریک تحفظ حرمین شریفین کے رہنما علامہ زبیر احمد ظہیر تشریف لائے تو انہوں نے کہا کہ آج عالم اسلام کے سب سے بڑے خطیب، عاشق رسول، قائد ملت اسلامیہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے جمع ہیں، احرار نے جو گلدستہ سجایا ہے، میرے دل سے آواز نکل رہی ہے، پوری جماعت کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

حرمین شریفین میں مفسدہ پردازوں نے مسلسل افراتفری پھیلانے کی کوشش جاری رکھی ہوئی ہے اور وہ لوگ کبھی یمن سے حرم مکی کی طرف راکٹ فائر کرتے ہیں، اور کبھی سعودی عرب کے مختلف علاقوں میں اپنے تنخواہ دار لوگوں کے ذریعے افراتفری پھیلا رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ ہم جس طرح ہمارے بزرگوں نے امیر شریعتؒ کی قیادت میں عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کیا، اسی طرح ہم مجلس احرار اسلام کی قیادت و معیت میں تحفظ شعائر اسلام کا فریضہ سرانجام دیں گے، کسی منکر ختم نبوت و معتقد عقیدہ تحریف الدین والقرآن کی حرمین شریفین کے خلاف سازشوں کو پنپنے نہیں دیں گے۔

☆ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی مرحوم کے فرزند مولانا عبدالرؤف مکی نے کہا کہ امیر شریعتؒ کے تذکرے کے بغیر تحریک آزادی ہند اور تحریک ختم نبوت کی تاریخ مکمل نہیں سکتی۔

☆ جماعت اسلامی کے رہنما ڈاکٹر فرید پراچہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ قادیانیوں کی سازشوں کا زیادہ شکار یونیورسٹی و کالجز کے نوجوان ہوتے ہیں ایسے دوستوں کے لیے مولانا مودودی کا لٹریچر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے بہترین سرمایہ ہے، انہوں نے کہا کہ یہ حقیقت ہے اور حقائق کو جھٹلایا نہیں کرتے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف فرداً فرداً علمائے دین کام کر رہے تھے اور مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ کر رہے تھے لیکن جس طرح امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے جماعتی سطح پر کیا، یہ کریڈٹ امیر شریعت کو جاتا ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے جماعتی و عوامی سطح پر قادیانیوں کے خلاف آوازۂ حق بلند کیا، اور آج بھی اُن کی جماعت مجلس احرار اسلام اپنی صلاحیتیں قادیانی دجل و فریب سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کے لیے صرف کیے ہوئے ہے۔

☆ سید امین گیلانی کے فرزند شاعر اِسلام سید سلمان گیلانی نے بہترین نظمیں پیش کیں جس سے مجمع میں موجود تھکاوٹ دور ہو گئی اور محفل کشتِ زعفران بن گئی، ایک نظم کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

حق کا علمبردار، بخاری زندہ باد
دین کا پہرے دار، بخاری زندہ باد
جھوٹے نبی کو ماننے والوں پر لعنت
سچے نبیؐ کا یار، بخاری زندہ باد
پاک و ہند میں نصف صدی تک جو گونجی
قرآں کی وہ پکار، بخاری زندہ باد

☆ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے پوتے ڈاکٹر میاں محمد اجمل قادری نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو شیرانوالہ باغ میں شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری ودیگر پانچ صد علماء کی موجودگی میں محدث العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے ''امیر شریعت'' کا لقب دیا تھا، اور آج کم وبیش 88 سال بعد لاہور میں امیر شریعت کانفرنس نے اس وقت کی یادیں تازہ کر دی، انہوں نے کہا ان لوگوں کا دین سے کوئی تعلق نہیں جو ختم نبوت کے موضوع پر سیاست کرتے ہیں جبکہ بخاری کے بیٹے ختم نبوت پر سیاست نہیں کرتے، بلکہ جانیں قربان کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ آیئے آج ہم لاہور شہر میں امیر شریعت کانفرنس کے موقع پر یہ عزم کریں کہ ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کریں گے اور اس مقصد کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دیں گے۔

☆ مجلس احرار اسلام کے نائب امیر سید محمد کفیل شاہ بخاریؒ نے کہا کہ امیر شریعتؒ تحریک خلافت 1920ء کے دوران میں لاہور میں داخل ہوئے، اور لاہوریوں نے ان کا شاندار استقبال کیا، اسی لاہور میں 1930ء میں امیر شریعت کا خطاب ملا، 1953ء اسی لاہور کے موچی دروازہ کے باغ میں تقریر کی، انہوں نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ہمارے اجداد نے ہمیں ورثہ میں مال ودھن نہیں دیا، بلکہ دین اسلام کی قدروں کی حفاظت کی خاطر مر مٹنے کا درس دیا ہے اور ہمیں اپنی اصل متاع یعنی ایمان کی حفاظت اچھی طرح کرنا آتی ہے، انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اساس الایمان ہے اس پر جس طرف سے حملہ کیا جائے گا امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے قافلہ حریت کے سپاہی تن من کی بازی لگا کر ان شاء اللہ تعالیٰ اس مبارک عقیدہ کا دفاع کریں گے۔

☆ مجلس احرار کے سیکریٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ مجلس احرار اسلام کا قافلہ بڑا سخت جاں قافلہ ثابت ہوا کہ ایک عرصے سے مخالفین یہ امیدیں لگائے بیٹھے تھے کہ یہ لوگ ختم ہو جائیں گے مگر اس قافلے کے ارکان نے دشمنوں کو کبھی آرام نہیں لینے دیا، شاہ صاحب نے انگریز کا رعب لوگوں کے دلوں سے نکال دیا اور اس کا ایک ہی طریقہ تھا کہ وہ بذاتِ خود پھانسی کے پھندے پر جھولنے کے لیے تیار تھے۔ انھوں نے کہا کہ کل برطانوی سامراج تھا آج اس کی جگہ امریکی سامراج نے لے لی ہے، شاہ جیؒ کی روح ہمیں جگا رہی ہے، اسی لیے مجلس احرار کا ہدف امریکی سامراج سے نجات اور خطہ میں امن ہے، انہوں نے کہا کہ امریکی سامراج کے سامنے ایک طبقہ سرنڈر کرنے کو تیار نہیں، مدرسوں سے قال اللہ وقال رسول اللہ ﷺ کی صدائیں بلند کرنے والا طبقہ وقت کے طاغوت کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہے، انہوں نے کہا کہ 1953 میں اسی لاہور کی سڑکوں مسلمانوں کے خون سے رنگین کر دیا گیا تھا، لاشیں راوی کی نذر کر دی گئی یا پھر چھانگا مانگا کے جنگل میں جلا دی گئی، لیکن کہ آج بھی ان شہدائے ختم نبوت کا نام بڑے ادب واحترام سے لیا جاتا ہے اور جن لوگوں نے ظلم وستم کی انتہا کر دی تھی، ان کا نام تاریخ میں گالی بن کر رہ گیا ہے موجودہ حکمران اس سے سبق حاصل کریں اور ختم نبوت کے بل سے چھیڑ چھاڑ مت کریں، ہم نے اس عقیدہ کے تحفظ کی خاطر اپنی سیاست قربان کر دی ہے اور آئندہ بھی اگر یہ جان اس عقیدے کے تحفظ پر لگ گئی تو ہمارے لیے سعادت کی بات ہے، لیکن کسی مائی کے لال کو ایسی حرکت نہیں کرنے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ 1958ء میں امیر شریعتؒ نے احرار کا احیاء کا اعلان کیا، ہماری منزل کا نشان درست ہے، شاہ جیؒ

کوخراج تحسین پیش کرنے کا شاندار طریقہ امریکی سامراج ختم کرنے کے لیے حلیف جماعتوں کے ساتھ چلیں، ہم نے ایک ایک تنکا اکٹھے کر کے آشیانہ بنایا ہے اور آئندہ دنوں یہ آشیانہ مزید بڑھے گا، انہوں نے کہا کہ شاہ جی کا مشن سب کو اکٹھا کرنا تھا اور آج کے اسٹیج پر سب اکٹھے ہیں۔

☆ کانفرنس کے مہمان خصوصی مولانا فضل الرحمٰن تھے، انہوں نے کہا ہے کہ عالمی استعمار این جی اوز کے ذریعہ سے پاکستان میں اپنی مرضی کی قانون سازی کے لئے سازشیں کر رہا ہے، جسے ناکام بنانے کی خاطر قرآن وسنت سے آشنا لوگوں کو پارلیمنٹ میں پہنچانا ضروری ہے، مولانا نے کہا کہ فرقہ واریت ملک وقوم کے لئے زہر قاتل ہے، باہمی یکجہتی سے ہی ملک کو مسائل سے نکالا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ استعمار کے خلاف ہماری جنگ جاری ہے، ہمارے آباء نے جو راستے ہمارے لئے متعین کئے ہم انہی راستوں پر ہیں، ملک اور دین کے مسائل کی خاطر ہم ایک ہیں، ہم نے اسی اتحاد کے ذریعے بڑی سازشوں کو ناکام بنایا، یہ اتحاد آج بھی قائم ہے اور ہم اپنی جنگ جیت رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ فرقہ پرستی اور فرقہ وارانہ نفرت عالم اسلام کے خلاف استعمار کا ایجنڈا ہے، ہم نے اسے پہلے کامیاب ہونے دیا نہ اب ہونے دیں گے۔

☆ کانفرنس کی صدارت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے فرزند، مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ بخاری مدظلہ کر رہے تھے، حضرت پیر جی اپنی علالت کے باوجود اس کانفرنس میں شرکت کے لیے ملتان سے سفر کر کے لاہور تشریف لائے، کانفرنس کا اختتام محدث الہند حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کے خلیفہ مجاز حضرت پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی مدظلہ العالیٰ کی دعا سے ہوا، کانفرنس میں حضرت مولانا عزیز احمد، مفتی محمد حسن، مولانا سید انیس شاہ اور شبان ختم نبوت کی تمام قیادت، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا رفیق وجھوی، مولانا ممتاز اعوان اور دیگر بہت سے علماء اور مشائخ نے شرکت کی دعا سے قبل مجلس احرار کے مرکزی سیکریٹری اطلاعات ڈاکٹر عمر فاروق احرار نے قرار دادیں پیش کیں جو متفقہ طور پر منظور کر لی گئیں۔ قرار دادوں میں کہا گیا ہے کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری سمیت تمام مجاہدینِ آزادی کے حریت پسندانہ کارناموں اور تاریخی جدوجہد کو تعلیمی نصاب کا حصہ بنایا جائے، اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل درآمد کرتے ہوئے پاکستان کو اِسلامی نظام کا گہوارہ بنایا جائے۔

☆ یہ اجتماع ناموس رسالت کے حوالہ سے ہائیکورٹ کے حالیہ فیصلے کا خیر مقدم کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ہائیکورٹ کے فیصلے پر بلا تاخیر عمل درآمد کو یقینی بنائے۔ تاکہ گستاخان رسالت اور منکرین ختم نبوت کی توہین آمیز کارروائیوں اور اُن کے لگاتار پھیلائے جانے والے گستاخانہ مواد کا سدباب کر کے مسلمانوں کے بنیادی ایمانی وانسانی حقوق کا احترام کیا جائے۔

☆ چیئرمین سینیٹ کے اہم ترین منصب کے حلف نامہ میں ختم نبوت کے اقرار کی عبارت شامل کر کے ملک کے آئین کی پاسداری اور عمل داری کو یقینی بنایا جائے۔

☆ یہ اجتماع بیرونی دباؤ پر نصاب تعلیم سے اسلامی واخلاقی مضامین کو نکالنے کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔

☆ آج کا یہ اجتماع ہندوستان اور اس کے وزیر اعظم نریندر مودی کے مسلم کش متعصّبانہ اقدامات اور مقبوضہ کشمیر میں ریاستی دہشت گردی کے مقابلے میں حکومت پاکستان کی کمزور خارجہ پالیسی، مقبوضہ کشمیر کے مظلوم عوام کو ان کی بے مثال لازوال جدوجہد آزادی میں تنہا چھوڑنے کی شدید مذمت اور کشمیریوں کے حق خود اِرادیت کی مکمل حمایت وتائید کرتا ہے۔

☆ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قانون توہین رسالت کے خلاف سینیٹ کی قائمہ کمیٹی میں سازشی سرگرمیوں کو فوری طور پر بند کیا جائے اور غیر ملکی این جی اوز کی فنڈنگ سے آئین اور قانون میں سازشی ترمیمات کا سلسلہ ختم کیا جائے۔ قانون ناموس رسالت کے ساتھ کسی بھی قسم کی چھیڑ چھاڑ ملک کے پرامن ماحول کو خراب کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔

☆ عدالتی احکامات کے باوجود سوشل میڈیا پر توہین رسالت پر مبنی مواد موجود ہے۔ تمام قادیانی ویب سائٹس کو بند کیا جائے، سوشل میڈیا پر ہونے والی گستاخیوں کا نوٹس لیا جائے اور گستاخی کرنے والوں اور اُن کے سہولت کاروں کو فی الفور گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔

☆ قادیانی چینلز کی نشریات کا نوٹس لیا جائے اور ملک کے دستور اور قانون کے تقاضوں کے منافی نشریات پر پابندی لگائی جائے۔

☆ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

☆ چناب نگر کے باسیوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں، تاکہ چناب نگر کے رہائشی انجمن احمدیہ کے تسلط سے آزاد ہو کر زندگی گزار سکیں۔

☆ پورے ملک میں عسکری تنظیموں پر پابندی ہے، لیکن قادیانیوں کی تربیت یافتہ مسلح تنظیم ''خدام الاحمدیہ'' کو کھلی چھٹی دی جا چکی ہے۔ دیگر عسکری تنظیموں کی طرح قادیانیوں کی مسلح دہشت گرد تنظیم خدام الاحمدیہ پر پابندی عائد کی جائے اور اس کے اثاثے بحق سرکار ضبط کیے جائیں۔

☆ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ دیگر اقلیتوں کے اوقاف کی طرح قادیانی اوقاف کو بھی سرکاری تحویل میں لیا جائے۔

☆ قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے نیشنل سنٹر فار فزکس کو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نام پر رکھنے کا فیصلہ واپس لیا جائے۔

☆ دُوالمیال چکوال میں مسلمانوں کے خلاف ناجائز مقدمات ختم کیے جائیں۔

☆ مٹھہ ٹوانہ ضلع خوشاب کے حساس ترین علاقہ میں قادیانیوں کی پراسرار سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے اور مسجد یمامہ پر دوبارہ قبضے کے لیے جاری قادیانیوں کے ہتھکنڈوں کا راستہ روکا جائے۔

☆ یہ اجتماع پنجاب اسمبلی میں عقیدۂ ختم نبوت کو تعلیمی نصاب کا حصہ بنانے کی قرارداد کی بالاتفاق منظوری کا خیر مقدم کرتا ہے اور حکام سے مطالبہ کرتا ہے کہ سرکاری سطح پر عقیدۂ ختم نبوت کی ترویج و اشاعت کے لئے ہر سطح کے قومی تعلیمی نصاب میں عقیدۂ ختم نبوت پر مضامین اور تحاریک ختم نبوت کے تذکرے کو شامل کیا جائے۔

☆ یہ اجتماع سعودی عرب کی حکومت سے درخواست کرتا ہے کہ وہ حج و عمرہ اور ورک ویزے کے درخواست فارم میں عقیدہ ختم نبوت کے حلف نامے کا اضافہ کرے۔ تاکہ قادیانی حرمین شریفین میں داخل نہ ہو سکیں۔

☆ آزاد کشمیر میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیے جانے پر یہ اجتماع حکومت کشمیر اور تمام دینی قیادت کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے۔ نیز یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ تحریکِ آزادی کے اس بیس کیمپ میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کی روک تھام کی جائے اور انہیں قانون کے دائرے میں لایا جائے۔

☆ قادیانیوں کی 48 آف شور کمپنیوں کے بارے میں تفصیل سے قوم کو آگاہ کیا جائے اور ان کیخلاف عدالتی کاروائی کی جائے

☆ حلف نامۂ ختم نبوت کے حوالے سے راجہ ظفر الحق کمیٹی کی رپورٹ کو پبلک کیا جائے اور مرتکبین کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

''پاکستان میں کیا ہوگا؟'' کے سندھی ترجمے

" پاکستان مہ چا تھیندو؟ " کی رونمائی

مولانا چوہان سلیم اللہ سندھی، ڈائریکٹر مولانا عبیداللہ سندھی اکیڈمی راجوگوٹھ، شمارہ اپریل ۲۰۱۸، نقیب ختم نبوت

پاکستان میں کیا ہوگا کے عنوان سے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی مشہور عام تقریر جو لیگی سیاستدانوں کے خطرناک رویوں کے مضمرات کو بہترین انداز میں فاش کرتی ہے، کئی برس سے بار بار چھپ رہی ہے۔ آخری ایڈیشن میں اس موضوع پر حضرت شاہ صاحب کے اقوال وافکار یکجا کیے گئے تھے، اسی ایڈیشن کو سندھی زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت مجھے حاصل ہوئی۔ سندھی کتاب کا عنوان ''پاکستان مہ چا تھیندو؟'' رکھا گیا۔

کتاب کے حرف اول کے عنوان سے حضرت مولانا سید محمد کفیل شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ لکھتے ہیں:

''امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ سمیت مجلس احرار اسلام کے اکثر راہنماؤں نے پاکستانی شہریت کو ہی اختیار کیا، اور پاکستان کو سچے دل سے تسلیم کیا اور تمام صلاحیتیں وسرگرمیاں پاکستان کی حفاظت کے لئے وقف کردیں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ پاکستان بننے کے ۷۰ برس بعد بھی کچھ عناصر مجلس احرار اسلام اور جمعیت علمائے ہند کے اکابر کے خلاف زبان وقلم استعمال کررہے ہیں۔ احباب کا اصرار تھا کہ پاکستان بننے سے قبل اور بعد میں مجلس احرار اسلام کے موقف کو بغیر کسی قطع وبرید کے پیش کیا جائے تاکہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے۔

بانئ احرار امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے پاکستان بننے سے قبل وبعد اپنے سینکڑوں تقاریر اور نجی مجالس میں بہت کچھ کہا ہے، حضرت امیر شریعت کی تقاریر اس وقت کے اخبارات ورسائل میں شایع ہوتی رہیں۔ شاہ صاحب کی سوانح نگاروں نے، جن میں خان غازی کابلی رحمہ اللہ، آغا شورش کاشمیری رحمہ اللہ، جانباز مرزا شامل ہیں، اپنی اپنی کتابوں میں شاہ صاحب اور پاکستان کے موضوع پر بہت کچھ لکھا ہے۔ ہمارے خاص دوست محترم ڈاکٹر زاہد منیر اس موضوع پر ایک مستقل کتاب "سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اور پاکستان" بہت پہلے لکھ چکے ہیں''۔

ضرورت تھی اس بے حد مقبول ومفید کتاب کا سندھی ترجمہ کیا جائے، تاکہ سندھی احباب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی تقاریر سے حظ حاصل کریں۔ سندھی ترجمہ بندہ نے کیا ہے، ترجمہ کیسا ہے، اس کے متعلق سندھ کی مشہور علمی قدآور شخصیت استاذ العلماء حضرت مولانا محمد رمضان پھلپوٹو لکھتے ہیں:

''ہمارے سندھ کے نوجوان ساتھی مولانا سلیم اللہ چوہان نے سندھی ترجمہ کر کے سندھ کے احباب کے لئے بڑا احسان کیا ہے۔''

اس کتاب کی رونمائی کے حوالے سے میں نے اپنے استاذ محترم استاذ العلماء حضرت مولانا محمد رمضان پھلپوٹو کو درخواست کی تھی کہ صوبہ سندھ کی سطح پر ۲۵ مارچ ۲۰۱۸ء کو جامعہ حمادیہ مظہر العلوم منزل گاہ سکھر میں منعقد ہونے والی "پیغام جمعیت کانفرنس" میں اگر میری اس کتاب کی تقریب رونمائی ہو جائے تو بندہ کے لئے بہت بڑا اعزاز ہوگا۔

حضرت مولانا محمد رمضان پھلپوٹو نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جمعیت علماء اسلام کے صوبہ سندھ کے سیکرٹری جنرل علامہ راشد محمود سومرو صاحب سے فرمایا مولانا سلیم اللہ چوہان کی نئی کتاب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے خطبات پر مشتمل چھپ کر منظر عام پر آ گئی ہے، اگر اس کتاب کی رونمائی قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمان دامت برکاتھم العالیہ کے مبارک ہاتھوں سے ہو جائے تو اچھا ہے۔ علامہ راشد صاحب نے اس پر صاد فرمایا اور کہنے لگے ان شاء اللہ کتاب کی رونمائی قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمان دامت برکاتھم العالیہ کے مبارک ہاتھوں سے ضرور ہوگی۔

کانفرنس کے روز حضرت الاستاذ مولانا محمد رمضان پھلپوٹو زید مجدہم نے مجھے کتاب لے کر اسٹیج پر آنے کا حکم فرمایا۔ کتاب کی تقریب رونمائی سے پہلے جامعہ حمادیہ مظہر العلوم منزل گاہ سکھر کے فضلا کی دستار بندی قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن حفظہ اللہ و دیگر مہمانان گرامی کے ہاتھوں سر انجام پائی۔ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمان دامت برکاتھم العالیہ کے خطاب سے پہلے جرنیل ابن جرنیل حضرت علامہ راشد محمود سومرو نے مائیک پر اعلان فرمایا کہ: "اب قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمان دامت برکاتہم العالیہ نوجوان عالم دین مولانا سلیم اللہ چوہان کی کتاب ''پاکستان ۾ چا تھيندو؟'' کی رونمائی فرمائیں گے"۔ اور مولانا سلیم اللہ چوہان قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمان دامت برکاتھم العالیہ کو اپنی کتاب ہدیہ دیں۔ یہ اعلان سن کر میں اٹھا اور مولانا فضل الرحمان دامت برکاتہم العالیہ سے مصافحہ کیا اور اپنی کتاب ان کی بارگاہ میں نذر گزاری۔ یوں میری کتاب ''پاکستان ۾ چا تھيندو؟'' کی رونمائی قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمان دامت برکاتھم العالیہ کے مبارک ہاتھوں سے سندھ کے تاریخ ساز کانفرنس بتاریخ میں بتاریخ ۵۲ مارچ ۸۱۰۲ء بروز اتوار ہوئی۔ ذالک فضل اللہ یوتی من یشاء

☆......☆......☆

متلاشیانِ حق کے لیے دعوت فکر و عمل

مکتوب نمبر ۱۰

ڈاکٹر محمد آصف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیز احمدی دوستو!

تحریر نمبر 7: حضور نبی کریمؐ نے اللہ کی قسم اٹھا کر یہ خبر دی ہے کہ قرب قیامت مریمؑ کے بیٹے حضرت عیسیٰؑ نازل ہوں گے۔ایک نہیں بے شمار احادیث صحیحہ میں یہ وارد ہے،لیکن مرزا صاحب نے یہ بات کہی کہ جن عیسیٰؑ کے نازل ہونے کی خبر ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ نے دی ہے ان سے مراد ایک مثیل مسیح ہے،اپنی اس بات کو ثابت کرنے کے لیے مرزا صاحب نے قرآن اور احادیث صحیحہ پر صریح جھوٹ بولا ہے۔

> ’’قرآن کریم اور احادیث صحیحہ یہ امید اور بشارت بصراحت دے رہی ہیں کہ مثیل ابن مریمؑ اور دوسرے مثیل بھی آئیں گے۔‘‘(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3،ص 314)

میرے محترم! دیکھیں کسی بات کو منطقی یا فلسفیانہ انداز میں ثابت کرنے کی کوشش کرنا اور پھر اسے زبردستی سے قرآن پاک کی آیات یا حضور نبی کریمؐ کی بیان فرمائی ہوئی بات کہنا، یہ دیانتداری نہیں ہے۔لہٰذا تحقیق کی غرض سے قرآن مجید کی کوئی آیت یا صحیح حدیث دیکھنی چاہیے تاکہ دلی اطمینان حاصل ہو کہ یہ بات واضح طور پر قرآن پاک کی آیت اور حضور نبی کریم ﷺ کی بتائی ہوئی بات ہے۔یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول و وفات کی بات نہیں ہو رہی صرف اتنا عرض ہے کہ جو الفاظ مرزا صاحب نے قرآن مجید کا نام لے کر لکھے ہیں کیا وہ قرآن وحدیث میں موجود بھی ہیں یا نہیں۔

تحریر نمبر 8: مرزا صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں:

> ’’قرآن اور توریت سے ثابت ہے کہ آدم بطور توام پیدا ہوا تھا۔‘‘
>
> (تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 ص 485)

توام عربی میں جوڑے کو کہتے ہیں جسے عرف عام میں جڑواں بھی کہتے ہیں مرزا صاحب لکھ رہے ہیں کہ قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت آدم جڑواں پیدا ہوئے تھے۔(مرزا صاحب کا اشارہ اس طرف ہے کہ حضرت آدم، وحوا علیہما السلام دونوں جڑواں پیدا ہوئے) کیا قرآن مجید میں ایسی کوئی آیت موجود ہے جس میں یہ بتایا گیا ہو کہ حضرت آدمؑ کسی کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئے تھے؟

تحریر نمبر 9: مرزا صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں:

> ’’مجھے معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہیے وہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں ورنہ وہ خدا تعالیٰ سے لڑائی کرنے والے ٹھہریں گے۔‘‘
>
> (مجموعہ اشتہارات جلد دوم ص 713،اشتہار نمبر 289)

کیا احادیث کی کسی کتاب میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے تحقیق کی غرض سے حدیث کی اصل کتاب سے یہ بات دیکھنی

چاہیے صرف حوالہ دیکھنا کافی نہیں۔
تحریر نمبر 10 مرزا صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں:

''ایک مرتبہ آنحضرت سے دوسرے ملکوں کے انبیاء کی نسبت سوال کیا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ ہر ایک ملک میں خدا تعالیٰ کے نبی گزرے ہیں اور فرمایا کہ **کان فی الهند نبياً اسود اللون اسمه كاهنا** یعنی ہند میں ایک نبی گزرا جو سیاہ رنگ تھا اور نام اس کا کاہن تھا یعنی کنھیا جس کو کرشن کہتے ہیں اور آپ سے پوچھا گیا کہ کیا زبان پارسی میں بھی خدا نے کلام کیا ہے تو فرمایا کہ ہاں خدا کا کلام زبان پارسی میں بھی اترا ہے۔''

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23، ص 382)

یہاں مرزا صاحب حضور نبی کریمؐ کے نام سے ایک بات لکھ رہے ہیں ایک تو یہ کہ ہندوستان میں ایک کالے رنگ کا نبی ہوا ہے جس کا نام کنھیا تھا اور دوسرا یہ کہ خدا کا کلام فارسی میں بھی اترا ہے۔ مرزا صاحب نے تو حوالہ نہیں دیا لیکن گزارش یہ ہے کہ دیانتدارانہ تحقیق کی غرض سے یہ پوری حدیث اصل کتاب سے دیکھنی چاہیے۔ احمدیہ پاکٹ بک میں بھی صرف اتنی سی بات لکھی ہے کہ یہ حدیث تاریخ ہمدان دیلمی باب الکاف میں ہے (احمدیہ پاکٹ بک ص 533) اور فارسی والی وحی کے بارے میں لکھا ہے یہ حدیث کوثر النبی باب الفاء میں ہے۔

میرے محترم! مرزا صاحب کا دور کوئی دس ہزار سال پرانا دور نہیں تھا یہی کوئی ڈیڑھ سو سال کی بات ہے۔ لہٰذا تحقیق کی غرض سے وہ حدیث کی کتاب ضرور دیکھنی چاہیے اور حدیث اصل کتاب سے مطالعہ فرمائیں صرف حوالہ سن کر خوش ہو جانا ٹھیک نہیں یا قرآن کی ان آیتوں کو اس بات کے ساتھ جوڑ دینا کہ اللہ پاک قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ہر قوم کی طرف نبی بھیجے ہیں وغیرہ کیونکہ یہاں تو حضور نبی کریمؐ کا نام لے کر کہا جا رہا ہے کہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ لہٰذا حدیث کی اصل کتاب سے مطالعہ فرمانا چاہیے کہ کیا ایسی کوئی حدیث موجود ہے۔

تحریر نمبر 11 مرزا صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں۔

''اور بعض احادیث میں بھی آچکا ہے کہ آنے والے مسیح کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ وہ ذوالقرنین ہوگا۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21، ص 118)

یہاں حضور نبی کریم ﷺ کے ذمہ ایک بات لگائی جا رہی ہے کہ بعض احادیث میں آچکا ہے۔ اس کا مطلب ہے بہت ساری حدیثوں میں آیا ہے لہٰذا کم از کم ایک حدیث تو اصل کتاب سے دیکھ لینی چاہیے۔ بے شمار تحریریں ہیں جن میں سے یہ چند تحریریں ہی پیش کر سکے ہیں۔

آپ انتہائی غیر جانبداری، خالی ذہن اور ٹھنڈے دل کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی یہ تمام تحریریں اصل کتابوں سے پہلے چیک کریں ہر تحریر کے چند صفحات پہلے اور چند صفحات بعد میں پڑھیں اس تحریر پر نشان لگائیں اور قرآن وحدیث کے نام سے جو باتیں مرزا صاحب نے کیں ہیں وہ باتیں قرآن مجید سے اور احادیث کی اصل کتابوں سے چیک کریں۔ اللہ پاک ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور صحیح تحقیق اور صراط مستقیم کا تعین کرنے میں مدد فرمائے (آمین یا رب العالمین)

والسلام علیٰ من التبع الهدیٰ

منجانب: آپ کا ایک خیر خواہ

مسافرانِ آخرت

ادارہ

★ مجلس احرار اسلام سندھ کے امیر مولانا مفتی عطاء الرحمٰن قریشی کے چچا زاد بھائی اور جماعت کے مخلص کارکن زاہد حسین قریشی (ڈیرہ غازی خان) 8؍ فروری، جمعرات دو بجے شب انتقال کر گئے۔

★ مجلس احرار اسلام اور دار العلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے معاون حاجی منظور احمد (چک نمبر 42_12، ایل) 18؍ فروری، اتوار کو انتقال کر گئے، نمازِ جنازہ 19 فروری پیر کو ادا کی گئی۔

★ جامعہ خیر المدارس کے استاذ مفتی عمر فاروق صاحب انتقال: 13 مارچ

★ حضرت مولانا قاری محمد یسین (جامعہ دار القرآن فیصل آباد) کے بیٹے قاری عثمان غنی ٹریفک حادثے میں 14؍ مارچ کو انتقال کر گئے

★ جمعیت علماء اسلام ضلع ملتان کے امیر شیخ محمد عمر کے والد اور مجلس احرار اسلام ملتان کے سرپرست صوفی نذیر احمد کے ماموں شیخ محمد اصغر، انتقال: 17 مارچ

★ ملتان میں ہمارے نہایت کرم فرما حاجی عبدالعزیز مرحوم (احمد سویٹس والے) کی اہلیہ، بھائی محمد عاصم، محمد احمد، سعید احمد، محمد ظریف، محمد عامر اور محمد قاسم کی والدہ 25؍ مارچ کو انتقال کر گئیں۔ قائد احرار حضرت پیر جی اور سید محمد کفیل بخاری نے اظہار تعزیت کیا

★ حضرت مولانا عبدالکریم خطیب چک نمبر 12/42 ایل 26؍ مارچ پیر کو انتقال فرما گئے، دار العلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے تا حیات معاون رہے قاری محمد قاسم کے دوستوں میں سے تھے مرحوم کے فرزندان نے قاری محمد قاسم کے پاس قرآن پاک حفظ کیا، نماز جنازہ بعد نماز عصر ادا کی گئی۔

★ ساہیوال کے سینئر صحافی راغب علی سید 26؍ مارچ پیر کو انتقال فرما گئے، نماز جنازہ بعد نماز مغرب جامعہ فریدیہ ساہیوال میں ادا کی گئی، مرحوم حاجی عبداللطیف خالد چیمہ کے انتہائی بے تکلف دوستوں میں سے تھے اور تحریک ختم نبوت کی خبروں کی اشاعت میں ہمیشہ دلچسپی رکھتے تھے، علماء ساہیوال قاری منظور احمد طاہر، قاری سعید ابن شہید، قاری بشیر احمد رحیمی اور مولانا عبدالباسط نے مرحوم کے انتقال پر تعزیت کا اظہار اور دعائے مغفرت کی ہے۔

احباب و قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کا خاص اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔

☆......☆......☆